

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ  
(القرآن)

# نماز جنازہ میں مستنون دعا

تالیف

مولانا ابوالاحمد نور محمد تونسوی قادری مدظلہ

بانی و مدیر جامعہ عثمانیہ ترندہ محمد پناہ ضلع رحیم یار خان

تعاون

صاحبزادہ مولانا محمد احمد اللہ تونسوی

ناشر: جامعہ عثمانیہ ترندہ محمد پناہ ضلع رحیم یار خان



## ایک اور قلمی شاہکار

مولانا جمیل الرحمن عباسی

حضرت مولانا ابوالاحمد نور محمد قادری تونسوی دامت برکاتہم العالیہ علیٰ علقوں میں تعارف کی محتاج شخصیت نہیں ہیں۔ ان کے شعلہ بار قلم نے مسلکی خدمات میں جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں وہ تاریخ ملت کے صفحات پر انمٹ نقوش کی مانند ثبت ہیں، رد رضا خانیت ہو یا لامد بیت کی تردید، ایوانِ اعتزال پر تابو توڑ حملے ہوں یا قصر الحادوز ندقہ پر یلغار، اہل حق کا دفاع ہو یا فرق باطلہ و ضالہ کا تعاقب، ہر میدان میں حضرت نے ایک قابل فخر شہسوار کی صورت میں اپنی خدمات پیش کی ہیں، حضرت کو اللہ تعالیٰ نے مختلف النوع خصوصیات سے نوازا ہے، وہ بہترین مقرر بھی ہیں اور قابل فخر مصنف بھی، میدانِ علم کے شہسوار بھی ہیں اور اخلاص و سادگی کے پیکر بھی، آسمانِ تصوف کے تابندہ ستارے بھی ہیں اور گلشنِ حکمت کے عندلیب بھی، مطالعہ اور کتب بینی کے شائق بھی ہیں اور نکتہ دان و نکتہ رس سراپا بھی، وہ اسلاف کے دفاع میں یکتا بھی ہیں اور اکابر کا نمونہ بھی، نرم خو، شیریں گفتار بھی ہیں اور مسلکی تعصب کے حامل بھی۔ غرض گونا گوں خصوصیات کا گلدستہ اور علم و عمل کے جامع ہونے کے باوصف فردِ تقی آپ کے انداز سے جھلکتی، انکساری برستی اور سادگی نکلتی ہے، اصغر پروری اور ذرہ نوازی کا مشاہدہ احقر بار بار کرتا رہا ہے۔ اس عظیم انسان کی کسی کتاب کے تعارف کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ حضرت کی تصنیف و تالیف ہے۔

رہماتیت آپ کا خاص موضوع ہے اور بلاشبہ حضرت اس میدان کے مایہ ناز سپوت ہیں، اس موضوع پر آپ کی تالیف ”قبر کی زندگی“ جس نے ایوانِ مہمانیت میں زلزلہ برپا کر رکھا ہے، چار درجن سے زائد آیات اور ڈیڑھ صد احادیث اور دیگر بے شمار فوائد پر مشتمل ہے۔ یقیناً یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر گھر کی زینت اور ہر لائبریری کا سنگھار ہو،..... (بقیہ نائل نمبر 3 پر)

بسم الله الرحمن الرحيم

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر

## نماز جنازہ میں مسنون دعا



تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا ابوالاحمد نور محمد تونسوی قادری مدظلہ العالی

بانی و مدیر: جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ، ضلع رحیم یار خان

تعاون: حضرت مولانا قاری محمد احمد اللہ تونسوی

مدرس: جامعہ ہذا

ناشر: مکتبہ جامعہ عثمانیہ، ترنڈہ محمد پناہ، تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان



جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

نام کتاب.....	نماز جنازہ میں منون دعا
تالیف.....	مولانا نور محمد تونسوی قادری مدظلہ
تعاون.....	مولانا محمد احمد اللہ تونسوی
صفحات.....	40
قیمت.....	
ناشر.....	مکتبہ عثمانیہ، ترنہ محمد پناہ، ضلع رحیم یار خان

## ملنے کے پتے

مکتبہ جامعہ عثمانیہ، ترنہ محمد پناہ، تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان

0300-7809356 0300-6812125 0685-671350

☆ حافظ عبدالوحید حنفی، مدنی جامع مسجد، نیا محلہ، نزد بھون روڈ چکوال 0543-551357

☆ مکتبہ صفدریہ، بہاولپور..... مولانا جمیل الرحمن عباسی 0301-77909098

☆ دارالعلوم مدنیہ، ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور۔۔۔☆ ادارہ اشاعت الخیر، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

☆ مکتبہ امام اہل سنت، مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ۔ حافظ محمد طاہر 0334-4458256

☆ محترم شیر خان انجم نیازی، راولپنڈی 0315.5092353

☆ مولانا نور اللہ رشیدی، کراچی 0300-2475468

☆ جامعہ عبیدیہ، مولانا طیب صاحب 0306-8862314

☆ مکتبہ ہاشمیہ اینڈ شاہد پر فیوم سنٹر، بالمقابل مدینہ مسجد بہاولپور۔ فقیر شاہد عطار 0300-7811936

☆ مکتبہ سراجیہ چوک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا۔ محمد بلال ڈیوی 0333-9810455

☆ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ۔ محمد حنیف 0333-8165702

## فہرست مضامین

۱	خطبہ کتاب و تمہید.....	۴
۲	اہل بدعت کا طرز استدلال.....	۷
۳	حدیث ”” کا معنی اور مطلب.....	۸
۴	نماز جنازہ میں پر خلوص دعاؤں کے بارہ (۱۲) دلائل.....	۸
۵	لطیفہ.....	۱۴
۶	شرط اور جزا میں تغایر کا مسئلہ.....	۱۸
۷	آخری جواب.....	۲۵
۸	بریلویوں کے امام، احمد رضا خان بریلوی کی اہم اور سنہری ہدایت.....	۲۵
۹	امام احمد رضا خان کی ایک اور سنہری ہدایت.....	۲۶
۱۰	ایک جاہلانہ دلیل اور اس کا جواب.....	۲۷
۱۱	ایک عامیانہ سوال اور اس کا جواب.....	۲۷
۱۲	ایک اور شبہ اور اس کا جواب.....	۲۸
۱۳	دعا بعد از نماز جنازہ کے حکم میں بریلوی علماء کا اختلاف.....	۲۹
۱۴	قائلین دعا مخصوصہ سے اکتیس (۳۱) سوالات.....	۳۰
۱۵	نماز جنازہ میں منون دعائیں.....	۳۴
۱۶	جامعہ عثمانیہ ترنہ محمد پناہ کا تعارف.....	۳۵



## بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى - اما بعد فان اصدق الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد صلى الله عليه و على اله و اصحابه و ازواجه و جميع امته و سلم و شر الامور محدثاً تھا و كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة في النار - قال الله تبارك و تعالى: اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الاسلام ديناً -

بندہ عاجز ابو احمد نور محمد تونسوی قادری خادم جامعہ عثمانیہ ترنہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور جملہ اہل اسلام خصوصاً طلباء کرام کی خدمت عالیہ میں عرض گزار ہے کہ:

ہمارے فقہاء کرام نے فقہ کی کتابوں میں نماز جنازہ کی پوری ترکیب اور طریقہ قلم بند فرمایا ہے، نیت سے لیکر سلام تک ان حضرات نے سب کچھ لکھ دیا ہے، جو کہ کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ ان حضرات نے فرمایا ہے کہ: سلام کے بعد فوراً میت کی چار پائی کو اٹھالیا جائے، نماز جنازہ کے متصل بعد ان حضرات نے کوئی ایسا مسنون عمل نہیں بتایا جسے چار پائی سامنے رکھ کر پورا کیا جائے۔ بلکہ فقہاء کرام نے بعد نماز جنازہ کے، دعا وغیرہ اعمال کو ناجائز اور مکروہ قرار دیا ہے۔ لیکن بعض لوگ فقہاء کرام کی اس ترکیب کے برعکس جنازہ کے بعد چار پائی کو رکھ لیتے ہیں اور ایک خاص طریقہ سے دعا وغیرہ اعمال میں مصروف ہو جاتے ہیں جس سے لازماً چار پائی اٹھانے میں اچھی خاصی تاخیر ہو جاتی ہے اور نماز جنازہ کے بعد جو طریقہ دعا مروج ہے اسکے ارکان یہ ہیں

نمبر ۱..... یہ دعا متصل سلام کے بعد کی جائے۔

نمبر ۲..... یہ دعا صفیں توڑ کر مانگی جائے

نمبر ۳..... یہ دعا ہاتھ اٹھا کر مانگی جائے۔

نمبر ۴..... یہ دعا اجتماعی رنگ میں مانگی جائے۔

نمبر ۵..... یہ دعا چار پائی سامنے رکھ کر مانگی جائے۔

نمبر ۶..... اس دعا کو اتنی اہمیت دی جائے کہ اس مخصوص طریقہ میں شامل نہ ہونے والوں پر نکیر کی جائے حتیٰ کہ لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ جائے تو دریغ نہ کیا جائے۔

حالانکہ مخصوص طریقہ کی یہ دعا نہ تو قرآن کریم کی کسی آیت سے ثابت ہے اور نہ ہی حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے۔ نہ ہی کسی صحابی، تابعی اور تبع تابعی سے ثابت ہے۔ الغرض خیر القرون میں اس مخصوص طریقہ دعا کا کہیں سے بھی ثبوت نہیں ملتا۔ حالانکہ علماء اسلام فرماتے ہیں کہ جس عمل کو خیر القرون میں ثواب اور عبادت سمجھ کر نہیں کیا گیا وہ قطعاً عبادت اور کارِ ثواب نہیں بن سکتا، بلکہ ایسے اعمال ”احداث فی الدین“ ہونگی وجہ سے بدعات کے زمرہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ دین اسلام ایک کامل اور مکمل دین ہے اس میں کسی قسم کی ترمیم اور اضافہ کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی طرف سے عبادت کا کوئی طریقہ وضع کرے اور نہ ہی کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی ثابت شدہ عبادت کو اپنے اصل مقام سے ہٹا کر کسی اور موقع اور محل پر چسپاں کر دے۔ عبادت اس وقت تک عبادت ہے جب تک اپنے موقع اور محل پر ہے، جب کسی عبادت کو بے موقع اور بے محل کیا جائے تو وہ عبادت عبادت نہیں رہتی مثلاً چار رکعت فرض نماز میں دو التحیات پڑھے جاتے ہیں پہلے التحیات میں کلمہ شہادت کے بعد درود شریف نہیں پڑھا جاتا، کیونکہ یہ درود کا موقع اور محل نہیں ہے جبکہ دوسرے التحیات میں کلمہ شہادت کے بعد باقاعدہ درود ابراہیمی پڑھا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص آخری التحیات میں پڑھے جانے والے درود شریف کو پہلے التحیات میں لائے گا تو درود شریف کو بے موقع اور بے محل کرنے کی وجہ سے یقیناً یہ بدعت کے زمرہ میں داخل ہوگا۔ کیونکہ شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر عبادت کو اپنے موقع اور محل پر ادا کیا جائے اور کسی عبادت کو اپنی مرضی سے کسی دوسرے موقع پر چسپاں کر نیکی کوشش نہ کی جائے اور جو لوگ سنت نبویہ پر اپنے رسومات کو ترجیح دینے کے عادی ہیں وہ لوگ اس مخصوص طریقہ دعا کو قرآن اور حدیث سے زبردستی ثابت کر نیکی سعی نام تمام کرتے ہیں اور جو آیات یا احادیث پیش کرتے ہیں وہ عام ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ عام دلائل سے ایک خاص طریقہ عبادت ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ ان کو تو چاہئے کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ایسے دلائل پیش کریں جن سے انکا خاص طریقہ دعا ثابت ہو اور انکی دعا مخصوصہ کا ایک ایک رکن قرآن وحدیث سے ثابت ہو جائے چنانچہ یہ لوگ عموماً سے استدلال کر کے بے اصولیاں کرتے رہتے ہیں مثلاً ”واذا سألتك عبادی عنی فاننی قریب [الایۃ] (۳) وقال ربکم ادعونی استجب لکم [الایۃ] (۳) ادعوا ربکم تضرعوا وخفیہ [الایۃ] وغیرہ آیات پڑھ دیتے ہیں۔ حالانکہ ان آیات میں نہ تو جنازہ کے متصل بعد کا



تذکرہ ہے، نہ ہی ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ہے، نہ ہی چار پائی سامنے رکھنے کا ذکر ہے، نہ ہی اجتماعی رنگ کا تذکرہ ہے اور نہ ہی صفیں توڑ کر بیٹھ جانے کا حکم ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ الغرض مروجہ دعا خوانی کا یہاں کوئی ذکر اذکار نہیں ہے، بلکہ یہ آیات تو عام ہیں انہیں کسی زمان، مکان کی تخصیص نہیں ہے اور نہ ہی کسی خاص طریقہ کی دعا یہاں ثابت ہوتی ہے۔ اگر ہمارے بھائی صاحبان اس بات پر مصر ہیں کہ جب بھی آدمی چاہے مخصوص طریقہ سے دعا مانگ سکتا ہے تو ہم انکی خدمت میں مؤدبانہ گزارش کریں گے کہ اسی جنازہ سے متعلق دو جگہیں ایسی عرض کر دیتے ہیں جن میں یہ لوگ آج تک دعا کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ اور ان کی طرف سے پیش کردہ دلائل کی روشنی میں دعا بطریقہ مخصوص ہونی چاہئے۔

نمبر ۱.....

نماز جنازہ شروع ہونے سے پہلے اسی خاص طریقہ سے دعا مانگی جائے کیونکہ جن دلائل سے بعد والی دعا ثابت کی جاتی ہے انہی دلائل سے یہی پہلے والی دعا بھی ثابت کی جاسکتی ہے۔

نمبر ۲.....

سب مسلمان جانتے ہیں کہ نماز جنازہ کی چوتھی تکبیر کے بعد سلام ہی پھیرنا ہے چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان دعا وغیرہ اعمال ہرگز نہیں ہیں۔ حالانکہ جن دلائل سے دعا بعد الجنازہ ثابت کی جاتی ہے انہی دلائل سے چوتھی تکبیر کے بعد اور سلام سے پہلے دعا کا مخصوص طریقہ ثابت ہو سکتا ہے حالانکہ ہمارے بھائیوں کا ان دونوں مقامات پر دعا کرنے کا معمول نہیں ہے، لہذا ان لوگوں کا ایسے مواقع پر مخصوص طریقہ سے دعا نہ کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ عام دلائل سے کسی خاص موقع اور محل اور خاص طریقہ کی دعا ہرگز ثابت نہیں ہوتی بلکہ خاص طریقہ والی دعا کے لئے دلائل بھی خاص ہونے چاہئیں۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی کسی آیت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے یہ دعا کا مروجہ طریقہ ثابت نہیں ہے اور جہاں سے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ دلائل عام ہونگی وجہ سے ان کو قطعاً مفید نہیں ہیں اور مزید تفصیل کے لئے بندہ عاجز کی کتاب ”حقیقی نظریات صحابہ“ کا مطالعہ فرمائیں انشاء اللہ تسلی توفی ہوگی۔ البتہ ایک حدیث شریف جو کہ مشکوٰۃ شریف وغیرہ کتب میں مروی ہے ”اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء“ پر تفصیلی گفتگو نہ ہو سکتی تھی کیونکہ بندہ عاجز کی یہ کتاب ایک بریلوی

عالم کے رسالہ ”نظریات صحابہ“ کے جواب میں لکھی گئی تھی چونکہ آنمو صوف نے اپنے رسالہ میں یہ حدیث پیش نہیں کی تھی اس لیے بندہ عاجز نے بھی اس سے تعرض نہیں کیا۔ اب حدیث پر گفتگو کرنیکی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ ایک بدعتی شخص نے چھ صفحات پر مشتمل ایک تحریر بندہ عاجز کی طرف بھیجی جس میں بزور بازو دعا بعد الجنازہ کے مخصوص طریقہ کو ثابت کرکے کوشش کی گئی تھی اور منجملہ دلائل کے یہ حدیث مذکورہ بالا بھی تھی تو بندہ عاجز اس حدیث مذکورہ بالا سے متعلق چند گزارشات پیش کرتا ہے جن سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق ان دعاؤں سے ہے جو نماز جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد اور چوتھی تکبیر سے پہلے پڑھی جاتی ہیں کہ وہ دعائیں پر خلوص ہونی چاہئیں یعنی پوری توجہ اور دھیان کے ساتھ یہ دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی جائیں تاکہ پر خلوص دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرماویں، کیونکہ اللہ تعالیٰ پر خلوص اعمال کو ضرور قبول فرماتے ہیں۔ اس حدیث کا تعلق دعا بعد الجنازہ سے ہرگز نہیں ہے۔ اب بندہ عاجز آپ کی خدمت میں چند دلائل پیش کرتا ہے جن سے ہمارا یہ دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اولاً تائید دعا کے استدلال کو ملاحظہ فرمائیں۔

### اہل بدعت کا طرز استدلال

یہ لوگ مذکورہ بالا حدیث سے یوں استدلال کرتے ہیں کہ اس حدیث میں اذ اشراطہ ہے صلیتم فعل ماضی کا صیغہ ہے آگے جزا سیہ ہے جو تعقیب مع الوصل کے لیے آتا ہے، پس ان صرخی نحوی قواعد کو سامنے رکھ کر یہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ نماز جنازہ کے متصل بعد مخصوص طریقہ سے دعا مانگی جائے تاکہ صرخی نحوی قواعد پر پورا پورا عمل ہو جائے۔ اور اسکی پرواہ نہیں کرتے کہ اس طریقہ سے تو قرآن و حدیث اور فقہ کی مخالفت ہو رہی ہے۔ بندہ عاجز صرخی نحوی قواعد کا ہرگز مخالف نہیں ہے لیکن میرا مشورہ یہ ہے کہ صرخی نحوی قواعد کا ایسے طریقے سے لحاظ کیا جائے کہ قرآن و حدیث اور فقہ کی مخالفت لازم نہ آئے، خدا نخواستہ اگر ہم نے قرآن حدیث اور فقہ کی مخالفت کر کے صرف صرخی نحوی قواعد پر عمل کیا تو کیا یہ صرف نحوی قواعد برد ز قیامت ہمارے لیے سفارشی بن کر ہمارے نجات دہندہ ثابت ہو سکتے؟ اگر نہیں ہو سکتے اور یقیناً نہیں ہو سکتے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم صرخی نحوی قواعد کا ایسا



مطلب حاصل کریں کہ جو قرآن وحدیث اور فقہ کے مطابق ہونہ کہ مخالف۔ معاذ اللہ بندہ عاجز صرفی نحوی قواعد کی توہین نہیں کر رہا بلکہ مشورہ دے رہا ہوں کہ قرآن حدیث اور فقہ کو ترجیح دیکر صرفی نحوی قواعد کو انکے مطابق ڈھالا جائے۔ الغرض موافقت کی فضا بنائی جائے نہ کہ مخالفت کی۔ کتاب وسنت اور صرفی نحوی قواعد کے مابین تطبیق کی صورت بعد میں آپکی خدمت میں پیش کی جائیگی لیکن پہلے حدیث کا معنی اور مطلب معلوم کر نیکی کوشش فرمائیں۔

حدیث اذا صلیتم..... الی آخرہ کا معنی اور مطلب:

حدیث مذکورہ بالا کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے مترجم مولانا عبدالعظیم علوی صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم میت پر نماز جنازہ پڑھو اس کے لیے خالص دعا کرو۔ [مشکوٰۃ شریف مترجم ج ۳ ص ۳۵۸] نیز مشکوٰۃ شریف کے جتنے اردو وغیرہ مترجم موجود ہیں سب نے اسی طرح کا ترجمہ کیا ہے کہ نماز جنازہ کے اندر پڑھی جانے والی دعائیں اخلاص کے ساتھ پڑھی جائیں۔ نیز مشکوٰۃ شریف کی عربی فارسی جتنی شروحات ہیں ان سب میں حدیث کا یہی مطلب بیان کیا گیا ہے اور کسی ایک مترجم نے اور مشکوٰۃ کے کسی شارح نے یہ ترجمہ نہیں کیا کہ جب نماز جنازہ پڑھ چکو تو پھر اخلاص کیساتھ اس کے لئے دعا کرو۔ جب یہ ترجمہ آج تک کسی نے نہیں کیا تو ظاہر ہے کہ یہ ترجمہ چودھوی صدی کے پیداوار ہونے کی وجہ سے غلط اور ناقابل قبول ہے، اگر یہ ترجمہ صحیح ہوتا تو کوئی مترجم اور کوئی شارح ایسا ترجمہ ضرور کرتا کہ چودہ سو سال میں حدیث کا یہ ترجمہ کسی صحیح عالم دین کو سمجھ نہ آیا اور آیا تو چودھویں صدی کے بدعتیوں کو آیا۔

اب آپکی خدمت میں چند ایسے دلائل پیش کئے جاتے ہیں جن سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ حدیث اذا صلیتم میں جن پر خلوص دعاؤں کا حکم دیا گیا ہے وہ نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعائیں ہیں نہ کہ بعد کی۔

نماز جنازہ میں پر خلوص دعاؤں کے بارہ میں دلائل  
دلیل نمبر ۱

جس طرح قرآن مجید کی بعض آیات دوسری بعض آیات کی تفسیر کرتی ہیں اسی طرح بعض

احادیث دوسری حدیثوں کی شرح اور تفصیل ہوا کرتی ہیں۔ تو اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے ایک دوسری حدیث صاف صاف بتلاتی ہے کہ اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء کا تعلق اندر والی دعاؤں سے ہے چنانچہ المدونۃ الکبریٰ میں حدیث مروی ہے۔

”ان رسول اللہ ﷺ قال فی الصلوۃ علی المیت اخلصوه با الدعاء [المدونۃ الکبریٰ جلد نمبر ۱ ص ۱۷۴] اس حدیث میں فی الصلوۃ علی المیت کے الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ حدیث اذا صلیتم علی المیت [الحديث] کا تعلق نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعاؤں سے ہے نہ کہ باہر والی دعا سے۔ اور جو شخص اس حدیث کو اندر والی دعاؤں سے کاٹ کر باہر والی دعائیں مراد لیتا ہے تو وہ شخص ان رسول اللہ ﷺ قال فی الصلوۃ علی المیت [الحديث] کی صریح مخالفت کر رہا ہے۔

دلیل نمبر ۲

خیر القرون یعنی صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین کے مبارک ادوار میں نماز جنازہ میں دعاؤں کو اخلاص کے ساتھ پڑھا جاتا تھا چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں ہے ”السنة فی الصلوۃ علی الجنائزۃ ان یقرأ بام القرآن تم یصلی علی النبی ﷺ تم یخلص الدعاء المیت الحدیث مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۴۸۹ ترجمہ: نمازہ جنازہ میں سنت یہ ہے کہ تکبیر کے پھر ام القرآن یعنی الحمد شریف پڑھے (یا ثاسب حناک اللہم پڑھ لے) پھر (دوسری تکبیر کے بعد) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر درود شریف پڑھے پھر (تیسری تکبیر کے بعد) میت کے لیے خالص دعا کرے اسی روایت سے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ خیر القرون میں نماز جنازہ کے اندر پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھی جاتی تھی (فاتحہ بھی ثنا ہے)، پھر دوسری تکبیر کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات برکات پر درود شریف پڑھا جاتا تھا، پھر تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے خالص دعا مانگی جاتی تھی، چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جاتا تھا۔ پس ثابت ہوا صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین کے خیر القرون میں نماز جنازہ کے اندر ہی پر خلوص دعائیں مانگی جاتی تھیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خیر القرون کے لوگ اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء سے اندر والی دعا مراد لیتے تھے نہ کہ باہر والی۔



تنبیہ: نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد شائستگی ہے اور یہ شائستگی اللہ تعالیٰ کی تعریف سبحنک اللہم و بحمدک الی آخرہ سے ادا ہو جاتی ہے اور فاتحہ بھی اللہ تعالیٰ کی ثناء ہے ہاں علماء اسلام میں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ آیا نماز جنازہ میں قرأت قرآن ہے یا نہیں۔ یعنی علماء شافعیہ وغیرہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کے قائل ہیں اور ان کا استدلال اسی قسم کی حدیثوں سے ہے۔ جبکہ امام اعظم امام ابوحنیفہ اور امام دارالرحمت امام مالک فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں کسی قسم کی قرأت نہیں ہے نہ فاتحہ نہ کوئی اور سورت۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کیساتھ نماز جنازہ میں قرأت کرنا ثابت نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نماز جنازہ میں کسی قسم کی قرأت نہیں کرتے تھے دیکھئے موطاً امام مالک ص ۲۱۰۔ حضرت فضالہ بن عبیدہؓ سے پوچھا گیا کہ کیا نماز جنازہ میں قرأت کی جاتی ہے؟ تو فرمایا: نہیں! مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲۹۹۔ اور حضرت زید بن ثابتؓ سے سوال کیا گیا کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ لا قرأتہ مع الامام فی شئی یعنی امام کے پیچھے کسی قسم کی قرأت نہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں قرأت قرآن نہیں ہے اور جن حضرات سے جنازہ میں فاتحہ وغیرہ پڑھنا منقول ہے تو وہ بیہودہ ثناء ہے یا بیہودہ دعا ہے۔

دلیل نمبر ۳

محدثین کرام جنہوں نے حدیث زیر بحث کو اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے، تو ان حضرات نے اس حدیث پر جواباً باب قائم کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعاؤں سے ہے۔ چنانچہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں باب قائم فرمایا ہے ”باب ماجانی الدعاء فی الصلوۃ علی الجنائزہ“ [ابن ماجہ ص ۱۰۹] اسی طرح امام بیہقی نے سنن بیہقی میں بھی اس حدیث کا یوں عنوان قائم کیا ہے ”باب الدعاء فی صلوۃ الجنائزہ“ نیز صاحب مشکوٰۃ نے پہلے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا الیہ الدعاء یعنی جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو اس کے حق میں پر غلوص دعائیں کرو اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ کی مروی حدیث نقل فرمائی: کان رسول اللہ ﷺ اذا صلی علی الجنائزہ قال اللہم اغفر لحنینا و میتنا و شہدنا و غائبنا..... الی آخرہ تو صاحب مشکوٰۃ کے اس طرز سے معلوم ہو رہا ہے کہ

فاخلصوا الیہ الدعاء کا تعلق ان دعاؤں سے ہے جو نماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہیں مثلاً اللہم اغفر لحنینا و میتنا وغیرہ یعنی صاحب مشکوٰۃ نے پہلے وہ حدیث نقل فرمائی جس میں پر غلوص دعاؤں کا حکم ہے پھر وہ دعائیں نقل فرمائیں جو نماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ محدثین کے نزدیک اس حدیث میں جو پر غلوص طریقہ سے دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ یہی دعائیں ہیں اللہم اغفر لحنینا وغیرہ اور ظاہر ہے کہ پندرہویں صدر کے لوگوں کے فہم سے محدثین کرام کا فہم زیادہ معتبر ہے کیونکہ وہی لوگ اس حدیث کو نقل کرنے والے ہیں اور محدثین کرام اس حدیث سے یہی سمجھے ہیں کہ نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعائیں پر غلوص ہونی چاہیں۔ اور چودھویں اور پندرہویں صدر کے لوگ سمجھتے ہیں کہ اندر والی دعاؤں کی بجائے باہر والی دعائیں پر غلوص ہونی چاہئیں۔ لیکن اہل علم خوب جانتے ہیں کہ محدثین کے مقابلہ میں ان لوگوں کے فہم پر گاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔

دلیل نمبر ۴:

حدیث اذا صلیتم علی المیت کے راوی سیدنا ابو ہریرہؓ ہیں اور انہوں نے نماز جنازہ کی ادائیگی کی جو ترکیب بتائی ہے وہاں انہوں نے اندر والی دعا کا ذکر تو کیا ہے لیکن باہر والی دعا کا کوئی ذکر اذکار نہیں کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے نزدیک اس حدیث کا تعلق اندر والی دعاؤں سے ہے نہ کہ باہر والی دعاؤں سے۔ چنانچہ موطاً امام مالک میں روایت ہے حضرت سعید کے والد صاحب حضرت ابو ہریرہؓ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ جنازہ پر کس طرح نماز پڑھتے ہیں تو حضرت انہیں جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: انا لعمر اللہ اخبرک اتباعہا من اہلہا فاذا وضعت کبریت و حمدت اللہ و صلیت علی نبی ثم اقول: اللہم عبدک ابن عبدک و ابن امتک کان یشہد ان لا الہ الا انت ان محمد عبدک و رسولک انت اعلم بہ۔ اللہم ان کان محسنافزد فی احسانہ، و ان کان مسیاً۔ فتجاوز عنہ سیاتہ اللہم لا تحرمتنا اجرہ ولا تفنا بعده۔ [موطاً امام مالک ص ۲۰۹ و موطاً امام محمد ص ۶۸]

ترجمہ:- اللہ کی قسم میں تجھے بتاتا ہوں میں اسکے اہل سے اسکے پیچھے چلتا ہوں پس جب جنازہ رکھا جاتا ہے تو تکبیر کہتا ہوں اور اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں (اور دوسری تکبیر کے بعد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات



اقدس پرورد پڑھتا ہوں پھر (تیسری تکبیر کے بعد) یہ دعا پڑھا ہوں اللھم عبدک و ابن عبدک و ابن امتک..... الی آخرہ تو ثابت ہو گیا کہ اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ اپنے عمل سے یہ متعین فرما رہے ہیں کہ فاخصلصوالہ الدعاء کا تعلق اندروالی دعاؤں سے نہ کہ باہروالی سے۔  
دلیل نمبر ۵:

شارحین حدیث فرماتے ہیں کہ حدیث اذا صلیتم علی المیت الی آخرہ کا تعلق نماز جنازہ کی اندروالی دعاؤں سے ہے۔ چنانچہ شارح مشکوٰۃ امام ملا علی قاریؒ نے اپنی مشہور کتاب مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ”یمكن ان یکون معناه اجعلوا الدعاء خالصا له فی القلب، وان کان عاماً فی اللفظ [مرقات جلد نمبر ۴ ص ۱۴۰] یہاں سوال یہ مقدر ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ فاخصلصوالہ الدعاء میت کے لئے خالص دعا کرو جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دعا مفرد کے صیغوں سے کی جائے مثلاً اللھم اغفرلہ و رحمہ وغیرہ عموماً نماز جنازہ میں جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ میت سمیت پوری امت کو عام ہے جیسے اللھم اغفر لھینا و میتنا..... الی آخرہ تو اس سوال کا جواب دیتے ہوئے شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ دعا کے الفاظ اگرچہ عام ہوں لیکن وہ دعا حضور قلب اور خلوص دل سے ہونی چاہئے۔ تو معلوم ہوا کہ شارح مشکوٰۃ کے نزدیک فاخصلصوالہ الدعاء کا تعلق اندروالی دعاؤں سے ہے کہ وہ پر خلوص ہونی چاہئے۔ نیز ملا علی قاریؒ حدیث زیر بحث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: وقال ابن حجر: الدعاء للمیت بخصوصہ بعد التكبير الثالثة رکن۔ یعنی ابن حجر فرماتے ہیں میت کے لئے تیسری تکبیر کے بعد خاص دعا کرنا واجب ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شارحین حدیث کے نزدیک فاخصلصوالہ الدعاء سے تیسری تکبیر کے بعد پڑھی جانے والی دعا مراد ہے۔ ہاں ملا علی قاریؒ نے خاص دعا کی رکنیت کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اکثر احادیث صحیحہ میں عام لفظوں سے دعا وارد ہوتی ہے نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ دعا کا رکن اور وجوب کہیں سے ثابت نہیں ہے کیونکہ اس کو علماء نے سنت کہا ہے۔

دلیل نمبر ۶

جتنے مدثرین اور فقہاء کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں نماز جنازہ کی پوری ترتیب اور ترکیب لکھی

ہے۔ انہوں نے اس بعد والی دعا مخصوصہ کا کوئی ذکر اذکار نہیں کیا۔ اگر نماز جنازہ کے بعد کوئی خاص دعا ہوتی تو یہ حضرات اس کا تذکرہ بھی ضرور فرماتے۔ حتیٰ کہ بہار شریعت جو ہمارے بریلوی بھائیوں کی مشہور معروف کتاب ہے۔ اس میں نماز جنازہ کی پوری ترتیب اور ترکیب موجود ہے اور نماز جنازہ کے اندر پڑھی جانے والی تمام دعاؤں کو اس میں جمع کیا گیا ہے لیکن بعد والی دعا کا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ سلام پر ختم ہو جاتی ہے اور کوئی ایسا عمل باقی نہیں ہے جسے چار پائی سامنے رکھ کر پورا کیا جائے۔  
دلیل نمبر ۷:

اگر بالفرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اذا صلیتم علی المیت فاخصلصوالہ الدعاء سے مراد باہروالی دعا مخصوصہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مبارک زندگی میں ایک بار تو اس پر عمل کرتے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی جتنے بھی جنازے پڑھائے کسی ایک نماز جنازہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کے بعد مخصوص طریقہ سے کوئی دعا نہیں کرائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد نماز جنازہ دعا نہ کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ حدیث مذکور کا تعلق اندروالی دعاؤں سے ہے نہ کہ باہروالی سے۔  
دلیل نمبر ۸:

خیر القرون کے پاک دور میں سلام کے بعد فوراً چار پائی اٹھا لینے کا معمول تھا وہ لوگ فوراً بسم اللہ پڑھ کر چار پائی اٹھا لیتے تھے حتیٰ کہ بچھلی صفیں ابھی نہ ٹوٹی تھیں کہ اگلی صف والے چار پائی اٹھا کر چل دیتے تھے چنانچہ امام اوزاعیؒ جو کہ خیر القرون کے آدمی ہیں لکھتے ہیں لا تنقض الصفوف حتی ترفع الجنائز [المغنی لابن قدامہ جلد نمبر ۳ ص ۴۱۹۔ طبع مصر] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ کی چار پائی پہلے اٹھالی جاتی تھی اور صفیں بعد میں ٹوٹی تھیں پس جس دور میں یہ دستور تھا کہ صفیں توڑنے سے پہلے ہی چار پائی اٹھالی جاتی تھی تو وہاں دعا بعد از جنازہ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ معلوم ہوا کہ حدیث اذا صلیتم علی المیت کا تعلق اندروالی دعا سے ہے نہ کہ باہروالی رسمی دعا سے، کیونکہ وہاں تو بعد از سلام اتنی جلدی چار پائی اٹھالی جاتی تھی کہ ابھی صفیں بھی نہیں ٹوٹی ہوتی تھیں، جب اتنی جلدی چار پائی اٹھالی جائے تو مخصوص دعا کا نہ موقع رہتا ہے نہ محل۔



صحابہ کرام کے دور میں چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرتے ہی چلے جانے کا دستور تھا، چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابو الدرداءؓ حضرت انسؓ بن مالکؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے نماز جنازہ کا یہ طریقہ منقول ہے کہ یہ لوگ چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر کر چلے جاتے تھے الفاظ یہ ہیں فینحرفون [مصنف عبدالرزاق جلد ۳، ص ۳۹۲] پس جب ان لوگوں کا معمول یہ تھا کہ چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر کر چلے جاتے تھے اور ٹھہرتے ہی نہیں تھے تو دعا کا موقع کہاں باقی رہ جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ پر خلوص دعائیں نماز جنازہ کے اندر ہی ہوا کرتی تھیں نہ کہ بعد، کیونکہ بعد میں تو دعا کے لئے کوئی ٹھہرتا بھی نہیں تھا، چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ اذا صلیتم علی الجنائزۃ فقد قضیتما علیکم فخلو بینہا و بین اہلہا [مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر ۳ ص ۱۹۳] یعنی جب تم نماز جنازہ پڑھ لو پس تحقیق تم نے اپنا حق ادا کر دیا اب میت اور اہل میت کے درمیان کسی قسم کی رکاوٹ مت ڈالو تا کہ وہ چار پائی اٹھا کے چلے جائیں۔ جب حکم بھی یہ ہے کہ چار پائی اٹھانے میں رکاوٹ مت ڈالو بلکہ اہل میت کو فوراً موقع مہیا کر دو تا کہ وہ چار پائی تدفین کے لئے لے چلیں تو ثابت ہوا کہ نماز جنازہ والے حق کی ادائیگی کے بعد شرعی حکم میت کو اٹھا کر لے جانے کا ہے، نہ کہ چار پائی سامنے رکھ کر اپنے معمولات میں لگ جائیں وجہ سے تاخیر کرنے کا۔

لطیفہ:

ہمارے بریلوی بھائی حدیث اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا الہ الدعاء میں صرفی نحوی قواعد کو سامنے رکھ کر کہتے ہیں کہ اذا شرطیہ ہے صلیتم ماضی کا صیغہ ہے اور اذا شرطیہ ہے ف جزائیہ ہے جو تعقیب کے لئے آتی ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ شرط اور جزا میں تغایر ہوتا ہے لہذا نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد پر خلوص دعا مانگنی چاہیے۔

اب دیکھئے! صحابی رسول کے فرمان میں اذا شرطیہ بھی ہے صلیتم ماضی کا صیغہ بھی ہے فخلو امیں ف جزائیہ بھی ہے جو تعقیب مع الوصل کے لئے ہے، تو یہاں صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد حق کی ادائیگی ہوگئی اب کسی قسم کی رکاوٹ نہ ڈالو بلکہ اہل میت کو فوراً چار پائی اٹھا

لینے دو تو انہیں حضرات کے بیان کردہ قواعد کے مطابق چار پائی اٹھانے میں رکاوٹ نہ ڈالنے کا حکم ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ میت اور اہل میت کے درمیان ہرگز حائل نہ بنو۔ یعنی انکو اٹھانے دو، پس معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کے بعد دعا کا حکم نہیں ہے بلکہ چار پائی اٹھا لینے کا حکم ہے، لیکن افسوس کی بات ہے ان لوگوں کو اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا الہ الدعاء میں سب صرفی نحوی قواعد نظر آئے اور اذا صلیتم علی الجنائزۃ فقد قضیتما علیکم فخلو بینہا و بین اہلہا..... میں کچھ بھی نظر نہ آیا نہ اذا شرطیہ نظر آیا نہ صلیتم فعل ماضی کا صیغہ نظر آیا نہ ف جزائیہ نظر آئی نہ فخلو الی آخرہ کا حکم نظر آیا۔ صحیح کہتے ہیں دانا لوگ، بیٹھا بیٹھا ہپ ہپ، کڑوا کڑوا تھو تھو۔

دلیل نمبر ۱۰:

بریلوی جماعت کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی نے اپنے فتاویٰ میں دعا بعد الجنائزہ کو عام دعا کے فضائل سے ثابت کیا اور پھر نماز جنازہ کو نماز پنجگانہ پر قیاس فرمایا کہ جس طرح نماز پنجگانہ کے بعد دعا ہوتی ہے اسی طرح نماز جنازہ کے بعد بھی ہونی چاہئے لیکن اعلیٰ حضرت نے دعا بعد الجنائزہ کو حدیث اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا الہ الدعاء سے ہرگز ثابت نہیں کیا اور نہ ہی یہ حدیث بطور دلیل کے پیش کی، اس لئے کہ اعلیٰ حضرت یہ سمجھتے تھے اس حدیث کا تعلق نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعاؤں سے ہے کہ وہ پُر خلوص ہونی چاہئے بعد والی دعا سے اس حدیث کا تعلق نہیں ہے ورنہ اعلیٰ حضرت اس حدیث کو اپنی دلیل ضرور بناتے۔ پس معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک اس حدیث سے دعا بعد الجنائزہ ثابت نہیں ہوتی، تو جس حدیث کو اعلیٰ حضرت دلیل نہیں بناتے تو ان کے ماننے والوں کو بھی چاہئے کہ اعلیٰ حضرت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس کو خواخواہ اپنے من بھاتے مطلب کیلئے استعمال نہ کریں۔ دیکھئے فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۴ ص ۲۰ تا ۳۰

دلیل نمبر ۱۱:

علماء اسلام کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ حدیث رسول اللہ کے معانی اور مطالب کو سب سے زیادہ سمجھنے والے حضرات فقہاء اسلام ہیں، چنانچہ مشہور محدث امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب جامع الترمذی میں لکھتے ہیں و كذلك قال الفقهاء وهم اعلم بمعانی



الحديث، [جامع ترمذی ص ۱۱۸ ج ۱] اور اسی طرح فقہاء اسلام نے کہا اور وہی لوگ حدیث کے معانی کو سب زیادہ جاننے والے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ احادیث رسول اللہ کے معانی اور مطالب کو سب سے زیادہ جاننے والے فقہاء ہیں اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں کسی ایک فقیہ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ حدیث اذا صلیتم علی المیت فاخصلوا له الدعاء سے نماز جنازہ کے بعد والی دعا مراد ہے، بلکہ فقہاء اسلام نے اس مروجہ دعا کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے اسکو درج ذیل عبارات میں ملاحظہ فرمائیں! چنانچہ

۱۔ امام ابو بکر بن حامد الحنفیؒ لکھتے ہیں: نماز جنازہ کے بعد دعا مکروہ ہے۔ [المحیط باب الجنائز]  
 ۲۔ علامہ فہامہ، ابو حنیفہ ثانی ابن نجیم الحنفیؒ لکھتے ہیں: سلام پھیرنے کے بعد دعائے کرے۔ [البحر الرائق۔ جلد ۲ ص ۱۸۳]

۳۔ حضرت مولانا ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: نماز جنازہ کے بعد دعائے کرے۔ [مرقات، جلد ۲ ص ۲۲۹]  
 ۴۔ مجموعہ خوانی قلمی میں لکھا ہے: نماز جنازہ کے بعد دعائے کرے فتویٰ اسی پر ہے [ص ۳۴۹]  
 ۵۔ مفتی سعد اللہ صاحب حنفیؒ لکھتے ہیں: نماز جنازہ کے بعد دعا کراہت سے خالی نہیں ہے [فتاویٰ سعدیہ ص ۱۳۰]

۶۔ علامہ برجندی حنفیؒ نے دعا بعد نماز جنازہ کو مکروہ لکھا ہے [حاشیہ برجندی علی شرح وقایہ]  
 ۷۔ حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ لکھتے ہیں کہ: اگر پوچھا جائے کہ وہ کونسی نماز ہے جس کے بعد دعائے کرو تو میں جواب دوں گا کہ یہ نماز جنازہ ہے کیونکہ اس کے بعد دعا مکروہ ہے۔ [نفع المفتی و السائل ص ۱۳۴]  
 ۸۔ شیخ الاسلام علامہ ابو بکر بن علی الحداد لکھتے ہیں: سلام کے بعد کسی قسم کی دعا نہ کرے۔

[الحواۃ التیسیرہ جلد نمبر ۱ ص ۱۳۰]

۹۔ نواب قطب الدینؒ لکھتے ہیں: نیز علماء یہ مسئلہ لکھتے ہیں کہ نماز جنازہ کے بعد میت کے لئے دعائے کی جائے (جیسا دوسری نمازوں میں سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگی جاتی ہے) کیونکہ اس سے نماز جنازہ میں اضافہ کا اظہار ہوتا ہے۔ [مظاہر حق، جلد ۲ ص ۱۲۵]

۱۰۔ مالا بد مذہب کے حاشیہ پر لکھا ہے: چوتھی تکبیر کے بعد سلام کریں اور اسکے بعد کوئی دعائے کریں۔

۱۱۔ شمس الانامہ امام حلوانی الحنفیؒ لکھتے ہیں: نماز جنازہ کے بعد دعا کے لئے کوئی شخص نہ ٹھہرے۔

[کنیہ۔ جلد ۱: ص ۵۶۰]

۱۲۔ امام طاہر بن احمد بخاری الحنفیؒ لکھتے ہیں: نماز جنازہ کے بعد اور اسی طرح اس سے قبل میت کے لئے قرآن پڑھ کر دعائے کی جائے۔ [خلاصۃ الفتاویٰ، ج ۱: ص ۲۲۵]

۱۳۔ علامہ سراج الدین ادری الحنفیؒ لکھتے ہیں: جب نماز جنازہ سے فارغ ہو جاتے تو دعا کے لئے نہ ٹھہرتے۔ [فتاویٰ سراجیہ ص ۲۳]

۱۴۔ امام حافظ الدین محمد بن شہاب کردی الحنفیؒ لکھتے ہیں: نماز جنازہ کے بعد دعا کے لئے نہ ٹھہرے کیونکہ اس نے ایک دفعہ (جنازہ میں دعا کر لی ہے) [فتاویٰ بزاریہ۔ جلد ۱ صفحہ ۲۸۴]

۱۵۔ امام شمس الدین محمد خراسانی کوہستانی حنفیؒ لکھتے ہیں: نماز جنازہ کے بعد دعا کے لئے نہ ٹھہرے۔

[جامع الرموز ج ۱: ص ۱۲۵]

۱۶۔ خیر الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ: لوگ عقیدہ اس دعا کو ضروری اور حکم شرعی سمجھتے ہیں، پس یہ بدعت ہو گی۔ [خیر الفتاویٰ جلد نمبر ۳ ص ۱۷۱-۳۱۶]

۱۷۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں: اجتماعی دعا ہاتھ اٹھا کر کرنا بدعت ہے۔

[کفایت المفتی جلد نمبر ۴ ص ۹۷]

۱۸۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں: نماز جنازہ کے بعد وہیں ٹھہر کر دعا کرنا درست نہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۳۷۶]

۱۹۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف شہید رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جنازہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بدعت ہے۔ [آپ کے مسائل اور انکاح ج ۴ ص ۱۶۴]

۲۰۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ لکھتے ہیں: نماز جنازہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز نہیں، دیکھو فتاویٰ سراجیہ، ص ۲۳۰..... خلاصۃ الفتاویٰ، ج ۱: ص ۲۲۵..... انواع بارک اللہ، ص ۲۵۹]

قارئین کرام!

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہر دور کے فقہاء کرام اور مفتیان عظام نے اس دعا کو ناجائز،



ممنوع، مکروہ اور بدعت قرار دیا ہے، اگر یہ مروجہ طریقہ دعا کسی حدیث سے ثابت ہوتا تو ہر دور کے فقہاء اسے ناجائز، مکروہ اور بدعت وغیرہ ہرگز نہ لکھتے۔ پس فقہاء کرام کا ایک مروجہ طریقہ دعا کے بارہ میں یہ فیصلہ کرنا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث سے ثابت نہ ہے بلکہ غیر ثابت ہونے کی وجہ سے یہ احداث فی الدین ہے۔ احداث فی الدین یقیناً بدعت کے زمرہ میں داخل ہے۔  
دلیل نمبر ۱۲:

نماز جنازہ سے فراغت کے بعد چارپائی کو اٹھانے کی بجائے وہاں بیٹھ جانے اور کچھ پڑھنا اور لمبی لمبی دعائیں کرنا ایک ایسا عمل ہے جس سے لازماً جنازہ کی رواجی میں تاخیر واقع ہوتی ہے اور ادھر شریعت مطہرہ میں نماز جنازہ کی رواجی میں تاخیر کرنا ایک ناپسندیدہ عمل ہے۔ چنانچہ بریلویوں کے امام، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں کہ: دعا طویل کی غرض سے تجہیز جنازہ کو درنگ و تصویق میں ڈالنا شرع مطہر ہرگز پسند نہ فرمائے گی۔ اعلیٰ حضرت مزید لکھتے ہیں کہ: غرض شرح مطہر میں تعجیل بتا کید مطلوب ہے اور بے ضرورت شریعہ اس کی تاخیر سے ممانعت اور نماز کے علاوہ شرعاً ضروری و واجب نہیں جس کے لئے قیام و درنگ پسند کریں، شرع میں جتنی دعا ضروری تھی یعنی نماز جنازہ، وہ ہو گئی یا ہونے والی ہے کو اسکے سوا اور دعائے طویل کے لئے کیوں رکھ چھوڑیں؟

[فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۹ ص ۲۳۸]

شرط اور جزا میں تغایر کا مسئلہ

آپ حضرات نے دلائل قویہ اور براہین ساطعہ سے یہ حقیقت معلوم کر لی کہ کتاب و سنت میں اس مخصوص طریقہ سے بعد نماز جنازہ مانگی جانی والی رکی دعا کتاب و سنت سے ہرگز ثابت نہیں ہے اور فقہاء اسلام اس رکی طریقہ دعا کو مکروہ، ناجائز اور بدعت کہتے ہیں اور علماء اسلام میں سے کسی عالم دین نے اس رسم کو جائز نہیں کہا بلکہ بدعات کے زمرہ میں داخل فرمایا۔ اب اس کے بعد کسی قسم کے دلائل کی چنداں ضرورت نہ ہے لیکن ہمارے بھائی جو اس رسم پر عمل پیرا ہیں اور عملی طور پر اس کو فرض اور واجب سے اوپر سمجھتے ہیں وہ لوگ صرفی و نحوی قواعد کے ذریعہ بھی اس رکی دعا کو ثابت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حدیث ”اذ صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ لدعا“ میں اذا شرطیہ ہے صلیتم فعل

ماضی کا صیغہ ہے اور ف جزا یہ ہے تعقیب مع الوصل کے لئے ہے اور نحوی قاعدہ ہے کہ شرط اور جزا میں تغایر ہوتا ہے لہذا اس نحوی قاعدہ سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کے بعد متصل دعا مانگی جائے کیونکہ شرط اور جزا میں تغایر ہوتا ہے۔

تو جواباً گزارش ہے کہ یقیناً شرط اور جزا میں تغایر ضرور ہوتا ہے، صرف دعو کا یہ قاعدہ برسر و چشم، لیکن حقیقت یہ ہے کہ شرط اور جزا میں تغایر تین قسم کا ہوتا ہے۔

نمبر ۱.....

تغایر کی ایک صورت تو یہ ہے کہ شرط اور جزا میں تغایر کلی ہوتا ہے یعنی شرط بالکل پہلے واقع ہوتی ہے اور جزا اسکے متصل بعد واقع ہوتی ہے جیسے اللہ پاک کا ارشاد ہے اذ قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض [الآیۃ] یہاں اذا شرطیہ ہے قضیت الصلوۃ فعل ماضی کا صیغہ ہے ف جزا یہ ہے اور..... فانتشروا..... اسکی جزا ہے، یہاں شرط اور جزا میں تغایر کلی واقع ہوا ہے کیونکہ نماز پہلے پڑھی جائیگی اور نماز کے بعد زمین میں پھیل جانے کا حکم ہے تو یہاں شرط و جزا میں تغایر کلی ہے اس لئے کہ یہاں شرط اور جزا تو ایسے فعل ہیں کہ یہ بالکل اکٹھے نہیں ہو سکتے جب تک آدمی نماز میں رہیگا وہ فانتشروا پر عمل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ انتشار فی الارض نماز کے منافی ہے تو جب شرط اور جزا ایسے فعل ہیں جو کسی صورت بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے تو ان میں تغایر کلی ہوگا۔ اسی طرح قرآن مجید کی یہ آیت اذا طعتم فانتشروا میں شرط اور جزا کے اندر تغایر کلی ہے اور اسی قسم کی اور مثالیں بھی کتاب و سنت میں دستیاب ہو سکتی ہیں۔

نمبر ۲.....

شرط اور جزا میں تغایر کی دوسری قسم یہ ہے کہ جزا ورکل کا تغایر ہوتا ہے، شرط کل ہوتی ہے اور جزا اسکی ایک جز ہوتی ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: اذا کتب احدکم الی احد فلیبدأ بنفسه [السراج المنیر ج اول ص ۱۶۸] (جب تم میں سے کوئی کسی ایک کو خط لکھے تو اپنے آپ سے ابتدا کرے) تو ابتدا بنفسہ جزو ہے اور خط کل ہے۔ پس اس حدیث میں اذا شرطیہ ہے کتب احدکم الی احد یہ شرط ہے فلیبدأ بنفسہ اسکی جزا ہے اور ف تعقیب مع الوصل کے لیے ہے لیکن یہاں شرط اور



جزا میں تغایر کلی اور ذاتی نہیں ہے بلکہ جز اور کل کا تغایر ہے۔ تو یہاں شرط اور جز دونوں اکٹھے چل رہے ہیں اور جز اور کل کا تغایر بھی موجود ہے کیونکہ خط کل ہے اور اپنے نام سے شروع کرنا اس کی ایک جز ہے اسی طرح یہ حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں ”اذا کتبتم الحدیث فاکتبوه باسناده [سراج المنبر، ج: ۱، ص: ۱۷۱]“ یہاں بھی شرط اور جز میں کلی اور ذاتی تغایر ہرگز نہیں ہے بلکہ حدیث اور اس کا اسناد اکٹھے بھی ہو رہے ہیں اور جز اور کل کا تغایر بھی باقی ہے کیونکہ حدیث کل ہے اور اسناد اس کی جز ہے۔ تو ثابت ہوا کہ ہر جگہ ذاتی اور کلی تغایر نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات شرط اور جز ایک دوسرے کے جز ہوتے ہیں، البتہ جز اور کل کا تغایر بھی پایا جاتا ہے اسی طرح حدیث اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء میں تغایر ذاتی اور کلی ہرگز نہیں ہے بلکہ تغایر کلی اور جز کا ہے یعنی اذا صلیتم علی المیت یہ شرط ہے اور کل ہے اور فاخلصوا له الدعاء اس کی ایک جز ہے، کیونکہ نماز جنازہ تو تکبیر تحریمہ سے شروع ہو جاتی ہے اس میں ثنا بھی پڑھی جاتی ہے درود شریف بھی پڑھا جاتا ہے اور تکبیریں بھی کہی جاتی ہیں، آخر میں سلام بھی ہوتا ہے تو تیسری تکبیر کے بعد جو دعا ہے وہ اس کی ایک جز ہے۔ پس معلوم ہوا نماز جنازہ ایک مکمل عبادت ہے اور خالص دعا اس کا ایک جز ہے، پس اس حدیث میں شرط اور جزا کے درمیان تغایر کل ثابت کرنا ایک بنیادی غلطی ہے جس میں اہل بدعت مبتلا ہیں۔ جب ہم تغایر کی یہ صورت تسلیم کر لیں گے تو صرفی نحوی قواعد بھی سارے پورے ہو جائیں گے اور دعا سمیت ساری نماز جنازہ کل رہے گی اور دعا اس کی ایک جز بنے گی، اب ایسی صورت میں صرفی و نحوی قواعد بھی اپنے مقام پر سچے رہے اور حدیث کا وہ مطلب جو فقہاء اور محدثین نے بیان کیا محفوظ رہ گیا کہ فاخلصوا له الدعاء میں اندر والی دعا مراد ہے نہ کہ باہر والی رکی۔

نمبر ۳:.....

تغایر کی ایک اور قسم بھی ہے وہ یہ ہے کہ شرط اور جزا میں تغایر ارادے اور فعل کا ہوتا ہے جیسے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوهکم [الایہ] یہاں اذا شرطیہ ہے اور قمتم الی الصلوۃ اس کی شرط ہے اور فاغسلوا وجوهکم اس کی جزا ہے اور ف تعقیب مع الوصل کے لئے بھی موجود ہے لیکن یہاں تغایر ارادے اور فعل کا ہے یعنی اذا قمتم الی الصلوۃ

فاغسلوا وجوهکم الی آخرہ یعنی جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو پہلے وضو کر لو۔ تو یہاں تغایر ارادے اور فعل کا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک کی یہ آیت اذا قرأت القرآن فاستعذ بالله [الایہ] یعنی اذا اردت قرأت القرآن یعنی جب تو قرأت قرآن کا ارادہ کرے تو اعوذ باللہ پڑھ لے۔ تو تغایر کی یہ تیسری قسم ہے۔ اور حدیث اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء میں تغایر کی یہ قسم بھی مراد ہو سکتی ہے یعنی اذا صلیتم علی المیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اذا اردتم الصلوۃ علی المیت فاخلصوا له الدعاء یعنی جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کرو تو پر خلوص دعائیں اس کے لئے کرو! بہر حال آخری دو صورتیں تغایر کی حدیث اذا صلیتم علی المیت میں مراد ہو سکتی ہیں، یعنی جز اور کل کا تغایر مراد لیا جائے یا ارادے اور فعل کا تغایر مراد لیا جائے، ان دونوں صورتوں میں حدیث مذکورہ کا وہی صحیح مطلب نکلے گا جو تمام صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ فقہاء، مجتہدین اور محدثین مفسرین نے مراد لیا ہے اس لئے یہ مطلب صحیح ہے کہ اس حدیث میں جس دعا کا حکم دیا گیا ہے وہ اندر والی دعا ہے نہ کہ باہر والی رکی۔ اور اگر حدیث مذکورہ میں شرط اور جزا کے تغایر کی پہلی قسم متعین کی جائے یعنی ذاتی اور کلی تغایر مراد لیا جائے تو حدیث کا یہ ایک ایسا مطلب ہوگا جسے چودہ سو سال کے عرصہ میں کسی نے مراد نہیں لیا، نہ کسی صحابیؓ نے، نہ کسی تابعیؓ نے، نہ کسی تبع تابعیؓ نے، نہ کسی فقیہؓ نے، نہ کسی محدثؓ نے، نہ کسی مفسرؓ نے اور نہ کسی عالم دینؓ نے بلکہ کسی مسلمان نے حدیث کا یہ مطلب مراد نہیں لیا۔ پس ثابت ہوا تغایر کلی اور ذاتی کی صورت میں حدیث کا مطلب غلط ہو جاتا ہے، ظاہر ہے کہ حدیث کا غلط مطلب مراد لینا اور پھر اس پر عمل کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔ نیز تغایر کلی اور ذاتی وہاں مراد ہوتا ہے جہاں شرط اور جزا ایسے فعل ہوں جو جمع نہ ہو سکتے ہوں جیسے ”فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض [الایہ]“ اسی طرح ”فاذا طعمتم فانتشروا“ لیکن اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء میں شرط اور جزا یعنی صلوۃ علی المیت اور اخلاص فی الدعاء، دوایسے فعل ہیں کہ جن میں کوئی تضاد اور تافی نہیں ہے بلکہ یہ دونوں اکٹھے ہو سکتے ہیں کیونکہ الصلوۃ علی المیت بھی ایک قسم کی دعا ہے اور فاخلصوا له الدعاء بھی دعا ہے، پس جب شرط اور جزا میں تضاد اور تافی نہیں ہے تو خواخواہ تغایر کلی اور ذاتی ثابت کرنیکی ضرورت بھی نہیں ہے، جبکہ جز اور کل کا تغایر بھی موجود ہے۔



اب ہم آپ کی خدمت میں چند حدیثیں پیش کرتے ہیں جن میں اذا شرطیہ بھی موجود ہے اور اسکی جز افضل ماضی ہے پھر جز اسیہ بھی موجود ہے جو کہ تعقیب مع الوصل کے لئے ہوتی ہے، اس سب کے باوجود کسی حدیث میں بھی تغایر کلی اور ذاتی نہیں ہے بلکہ کہیں تغایر کل اور جز کا ہے اور کہیں ارادے اور عمل کا ہے۔ دیکھئے!

حدیث نمبر ۱..... اذا ابتغيت المعروف فاطلبو عند حسان الوجوه..... ترجمہ: جب تم بھلائی کو طلب کرو تو اسکو خوبصورت لوگوں سے طلب کرو۔

۲..... اذا اتى احدكم اهله فليستتر: ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آئے تو اسے چاہیے کہ پردہ بنا لے۔

۳..... اذا اتى احدكم الغائط فلا يستقبل القبلة ولا يولها ظهرا..... ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلا میں جائے بس نہ قبلہ کی طرف منہ کرے نہ پیٹھ۔

۴..... اذا اد هن احدكم فليدبا بحاجبيه..... ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص تیل لگائے پس شروع کرے اپنی ابرو سے۔

۵..... اذا استحمر احدكم فليوتر..... ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص ڈھیلوں سے استنجا کرے پس اسکو چاہئے کہ طاق بار کرے۔

۶..... اذا اقيمت الصلوة فلا تاتواها وانتم تسعون..... ترجمہ: اور جب کھڑی کی جائے نماز تو پس بھاگتے ہوئے نہ آؤ۔

۷..... اذا اكحل احدكم فليكتحل وتراً..... ترجمہ: اور جب تم میں سے کوئی شخص سرمہ آنکھوں میں ڈالے تو طاق بار ڈالے۔

۸..... اذا اكل احدكم طعاماً فليذكر اسم الله..... ترجمہ: اور جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اس کو چاہئے بسم اللہ سے شروع کرے۔

۹..... اذا اكل احدكم فلياكل يمينه..... ترجمہ: اور جب کھانا کھائے تم میں سے کوئی ایک شخص پس چاہئے کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے۔

۱۰..... اذا ام احدكم الناس فليخفف..... ترجمہ: اور جب تم میں سے کوئی ایک شخص نماز کی امامت کرے تو پس اس کو چاہئے کہ نماز میں تخفیف کرے۔

۱۱..... اذا انتعل احدكم فليدبا باليمينى..... ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو پس ابتدا دائیں پاؤں سے کرے۔

۱۲..... اذا بال احدكم فليترد لبوله مكانا ليناً..... ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو وہ تو پس وہ اپنے پیشاب کے لئے نرم جگہ تلاش کرے۔

۱۳..... اذا توضأ احدكم فاحسن وضوءه..... ترجمہ: جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو پس اسے چاہئے اپنے وضو کو اچھے طریقے سے کرے۔

۱۴..... اذا جاء احدكم الجمعة فليغتسل..... ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ کے لئے آئے تو پس چاہئے کہ غسل کرے۔

۱۵..... اذا اجمرتم الميت فاوتروا..... ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص مردہ انسان کو خوشبو لگائے اسے چاہئے کہ طاق بار لگائے۔

۱۶..... اذا حکمتهم فاعدلوا واذا قتلتم فاحسنوا..... ترجمہ: جب تم فیصلہ کرو تو پس تم انصاف کرو اور جب تم قتل کرو تو پس احسن طریقے سے قتل کرو۔

۱۷..... اذا دعوت الله فادع الله ببطن كفیک..... ترجمہ: اور جب تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے پس دعا مانگ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو سیدھا کر کے۔

۱۸..... اذا سئلتم الله تعالى فاسئلوه الفردوس..... ترجمہ: اور جب تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے پس اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے فردوس مانگے۔

۱۹..... اذا سئلتم الله فاسئلوه ببطون اكفکم..... ترجمہ: اور جب تم میں سے کوئی ایک شخص اللہ سے مانگے تو پس اپنے دونوں ہاتھوں کو سیدھا کر کے مانگے۔

۲۰..... اذا سجد احدكم فليعتدل..... ترجمہ: اور جب تم میں سے کوئی ایک شخص سجدہ کرے پس اسکو چاہئے کہ اعتدال سے سجدہ کرے۔



۲۱..... اذا شرب احدكم فلا يتنفس في الاناء..... ترجمہ: اور جب تم میں سے کوئی شخص پانی پیے تو پس نہ پھونک (سانس) نکالے برتن میں۔

۲۲..... اذا شربتم الماء فاشربوا ماء..... ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص پانی پیے تو پس اسے چاہئے کہ چوس چوس کر کے پیئے۔ (غٹ غٹ کر کے نہ پیے۔)

۲۳..... اذا صلى احدكم فليبدأ بتحميد الله..... ترجمہ: اور جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے پس اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے شروع کرے۔

۲۴..... اذا طبختم اللحم فاكثروا المرق..... ترجمہ: جب تم میں سے کوئی ایک شخص گوشت پکائے تو پس اسے چاہئے کہ شوربہ زیادہ بنائے۔

۲۵..... اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح..... ترجمہ: اور جب تم جانور کو ذبح کرو تو اسے احسن طریقہ سے ذبح کرو۔

۲۶..... اذا صليتم على رسول الله ﷺ فاحسنوا الصلوة عليه..... ترجمہ: جب تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجو تو پس احسن طریقہ سے درود بھیجو۔

۲۷..... اذا استعنت فاستعن بالله..... ترجمہ: اور جب تو مدد مانگے تو پس اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ۔ (زیادہ تر یہ حدیثیں جامع صغیر سے لی گئی ہیں)

محترم قارئین کرام!

یہ ستائیس احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سامنے ہیں، ان سب حدیثوں میں اذا شرطیہ اور اسکی جز افضل ماضی کا صیغہ ہے، ف جز ایہ بھی موجود ہے جو تعقیب مع الوصل کے لئے ہوتی ہے، لیکن ان سب حدیثوں میں تغایر کلی اور ذاتی ہرگز ہرگز مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسا تغایر یہاں ناممکن ہے، بلکہ ان احادیث میں جز اور کل کا تغایر ہے یا پھر ارادے اور عمل کا تغایر ہے۔ بعینہ حدیث اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء میں بھی تغایر جز اور کل کا بھی ممکن ہے اور تغایر عمل اور ادارے کا بھی ممکن ہے اور حدیث مذکور کا یہی مطلب محدثین اور فقہاء کرام کا پسندیدہ ہے اور خواخواہ تغایر ذاتی و کلی پیدا کرنا محدثین و فقہاء کرام کے سخت خلاف ہے۔

آخری جواب:

اگر ہمارے بریلوی بھائی بضد ہیں کہ: نہیں جی! حدیث اذا صلیتم میں تغایر کلی اور ذاتی ہے لہذا پہلے نماز جنازہ پڑھی جائیگی اور بعد میں پر خلوص دعائیں مانگی جائیں تو بندہ عاجز عرض گزار ہے کہ ہمارے ان بھائیوں کو چاہئے کہ پہلے نماز جنازہ بغیر پر خلوص دعاؤں کے پڑھیں بعد میں خالص دعائیں مانگیں تاکہ شرط اور جزا میں پورا پورا تغایر ہو جائے، ورنہ نماز جنازہ میں بھی پر خلوص دعائیں مانگیں بعد میں بھی پر خلوص دعائیں مانگیں تو تغایر برقرار نہ رہے گا۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ نماز جنازہ کے اندر بھی پر خلوص دعاؤں کے قائل ہیں اور بعد میں بھی کہتے ہیں کہ خالص دعا ہونی چاہئے۔ عجیب ظلم ہے ان لوگوں کا کہ شرط اور جزا کے تغایر کو خود نہیں مانتے اور الزام ہم پر دیتے ہیں کہ علماء دیوبند شرط اور جزا کے درمیان تغایر کو نہیں مانتے۔ ارے بھائی! ہم تو تغایر کے قائل ہیں شرط اور جزا کے درمیان تغایر جز اور کل کا بھی ہو سکتا ہے، ارادے اور عمل کا تغایر بھی ہو سکتا ہے، لیکن بالکل تغایر کے تو تم منکر ہو، نماز جنازہ کے اندر بھی پر خلوص دعاؤں کے قائل ہو اور بعد میں بھی خالص دعاؤں کے قائل ہو تو آپ کا تغایر کہاں گیا؟ سچ کہا کسی نے کہ

میں الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا  
خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا نام خرد  
جو چاہے آپ کا حُسن کرشمہ ساز کرے

بریلویوں کے امام، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کی اہم اور سنہری ہدایت:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی اپنے فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں ہر شخص اپنے نفس میں دعا کرے دوسروں سے تاکید اور تقاضا میں مصروفی یا اشتغال یا نہ کرنیوالوں سے نزاع، جدال کا وہ محل نہیں کہ وہ وقت اعتبار و تفکر و اتعاذ و تدبر کا ہے، نہ غافلانہ رفع صوت و بحث و مناظرت کا۔

[فتاویٰ رضویہ ص ۲۲ جلد نمبر ۴ مطبوعہ امجدیہ کراچی]

دیکھئے اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں کہ: ہر شخص اپنے دل میں دعا کرے جبکہ آجکل مانگنے والے اعلیٰ حضرت کی ہدایت کے برعکس اونچی اونچی دعا کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: دعا نہ مانگئے



والوں سے جھگڑا مت کرو! لیکن انکی اس ہدایت کے برعکس مانگنے والے نہ مانگنے والوں سے لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ: یہاں شور شرابہ نہ کیا جائے بحث مباحثہ نہ کیا جائے کیونکہ یہ ان چیزوں کا موقع نہ ہے، لیکن انکے ماننے والے انکی ہدایت کے برعکس شور شرابہ بھی کرتے ہیں اور بحث مباحثہ بھی کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ: دوسروں سے دعا کا تقاضا نہ کرو لیکن انکے ماننے والے انکی ہدایت کے برعکس نہ مانگنے والوں کو مجبور بھی کرتے ہیں۔

امام احمد رضا خان کی ایک اور سنہری ہدایت:

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں: یہ بھی لحاظ لازم کہ صرف اس دعا کی غرض سے جنازہ اٹھانے کو قصد بقیہ و درنگ میں نہ ڈالیں، تعجیل مامور ہے اور دعا کچھ تصدیق پر موقوف نہیں۔ اتنے کلمات اللہم لا تعجزنا اجرہ ولا تفتنا بعده و اغفر لنا لہ بلکہ اس سے زائد جنازہ اٹھاتے اٹھاتے کہہ سکتے ہیں۔

[ص ۲۱ جلد چہارم فتاویٰ رضویہ]

دیکھئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ: دعا مختصر کی جائے تاکہ جنازہ کی روانگی میں تاخیر نہ ہو جائے لیکن اعلیٰ حضرت کی اس ہدایت کے برعکس یہاں لمبی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں، تین تین بار ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ دعا سے پہلے کچھ قرآن کی صورتیں پڑھوائی جاتی ہیں، پھر قرآن کا وسیلہ دیا جاتا ہے لیکن اعلیٰ حضرت کی برادری کو نہ معلوم اعلیٰ حضرت کی یہ ہدایت کیوں بھول جاتی ہیں۔ ادھر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ میت کی روانگی میں تعجیل مامور ہے، یعنی شرعی حکم ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت کو ماننے والے جنازہ کے بعد در اور درنگ کر کے نہ معلوم کیوں ایک شرعی حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔ نیز اعلیٰ حضرت کی ہدایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دعائیں مختصر ہونی چاہئے کہ چار پائی اٹھاتے اٹھاتے چند کلمات دعائیہ کہہ دیئے جائیں پس معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت اس دعا میں ہاتھ اٹھانے کے بھی قائل نہیں ہیں کیونکہ جب چار پائی اٹھاتے ہوئے یہ دعائیہ کلمات کہے جائیں گے تو ظاہر ہے کہ ہر شخص کے ہاتھ چار پائی کی طرف ہونگے نہ کہ دعا کیلئے اٹھے ہوئے، نیز اعلیٰ حضرت نے جو یہ فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے دل میں دعا کرے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اجتماعیت کے بھی قائل نہیں ہیں اور ظاہر بات ہے کہ اجتماعی شکل کو چھوڑ کر اگر ہر شخص اپنے دل میں میت کے لیے دعا منفرد کر رہا ہے اور عبادت کی کوئی

خاص شکل نہیں بن رہی تو ایسی دعا سے کوئی منع نہیں کرتا۔

ایک جاہلانہ دلیل:

بعض نادان لوگ حدیث ”اذ صلیتم علی المیت فا خلصوا الہ الدعاء“ کا لفظی ترجمہ دیکھتے ہیں کہ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو پس اس کے لئے پر خلوص دعائیں کرو تو یہ لوگ لفظ پس کو دیکھ کر فوراً کہہ دیتے ہیں کہ پس کے معنی بعد کے ہوتے ہیں تو اس طریقہ سے وہ جنازہ کے بعد والی رسمی دعا کو ثابت کرتے ہیں اور اپنی دلیل کی تقریروں کرتے ہیں ف کا معنی پس اور پس کا معنی بعد۔ تو ایسے لوگوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہر جگہ اور ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا ورنہ اذا قرأت القرآن فا استعذ باللہ [آلایہ] میں وہی ف بھی موجود ہے اسکا معنی پس بھی ہے تو اگر پس کے معنی بعد کے کر لئے جائیں تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے قرآن پاک پڑھو بعد میں اعوذ باللہ پڑھو جس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ اسی طرح اذا قمت الی الصلوۃ فا اغسلوا وجوہکم [آلایہ] میں ف موجود ہے اسکا معنی پس بھی ہے اگر یہاں بھی پس کا معنی بعد کر لیا جائے تو یہاں معنی یہ ہوگا کہ نماز میں قیام پہلے کر لیا جائے بعد میں وضو کیا جائے، حالانکہ اسکا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ اسی طرح حدیث میں ہے اذا صلیتم علی رسول اللہ ﷺ فا احسنوا الصلوۃ علیہ اسمیں ف موجود ہے جس کے معنی پس کے کئے جاتے ہیں اور اگر یہاں پس کے معنی بعد کے لیے جائیں تو اسکا مطلب یہ ہوگا درود شریف کو پڑھ چکنے کے بعد اسکو احسن اور اچھا کرو! اب بتاؤ جب ایک مرتبہ درود شریف پڑھ لیا گیا تو بعد میں کیسے اچھا اور احسن ہوگا؟..... اسی طرح حدیث اذا ذبحتم فا حسنوا الذبح اس حدیث میں ف موجود ہے اور اسکا معنی پس کا کیا جاتا ہے، لیکن اگر یہاں پس کے معنی بعد کے کئے جائیں تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ ایک دفعہ جانور کو ذبح کر لو بعد میں اسکے ذبح کو احسن طریقہ سے کرو! اب بتاؤ جب ایک دفعہ جانور ذبح ہو گیا تو ذبح کر چکنے کے بعد کیسے اسکو احسن طریقہ سے ذبح کیا جائیگا؟

ایک عامیانہ سوال:

بعض لوگ بڑی سادگی سے کہہ دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ نماز جنازہ کے بعد خاص طریقہ سے مانگی جانی والی یہ دعا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے



اس دعا سے منع تو نہیں فرمایا لہذا مانگ لینے میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے۔

تو جواباً گزارش ہے کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ کی اذان اور تکبیر سے منع نہیں فرمایا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں قرأت قرآن سے منع نہیں فرمایا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں رکوع سجود اور التحیات سے منع نہیں فرمایا البتہ یہ کام محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کئے اس لیے نماز جنازہ میں یہ کام کوئی بھی نہیں کرتا، نہ بریلوی نہ دیوبندی۔ تو کیا اگر کوئی شخص یہ دعویٰ لیکر کھڑا ہو جائے کہ نماز جنازہ کے لئے اذان اور تکبیر بھی ہونی چاہئے اور نماز جنازہ میں قرأت قرآن بھی ہونی چاہئے، رکوع سجود اور التحیات بھی ہونا چاہئے اگرچہ یہ امور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کئے لیکن ان سے منع تو نہیں فرمایا لہذا ان کے کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ تو میری دانستہ کے مطابق کوئی دانشمند آدمی ان امور کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دے گا، پس معلوم ہوا جو کام اللہ تعالیٰ کے نبی نے نہیں کیا تو ہمارے لئے عبادت اور کارِ ثواب نہیں ہو سکتا۔ نیز یہ بات بھی ذہن نشین فرمائیں کہ اس مقدس دور میں نماز جنازہ کے بعد مخصوص طریقہ دعا کا رواج نہ تھا جب دعا مانگی ہی نہیں جاتی تھی تو منع کیسے کرتے؟ ہاں جب خیر القرون کے بعد اس خاص طریقہ کا رواج عوام الناس میں شروع ہوا تو فقہاء کرام نے کتاب و سنت کے دلائل کو سامنے رکھ کر منع کر دیا۔

ایک اور شبہ

بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از نماز جنازہ اس مخصوص طریقہ سے دعا نہیں کرائی، لیکن اگر کر لی جائے تو کیا حرج ہے؟

تو جواباً گزارش ہے کہ کسی فرد بشر کو اپنی طرف سے عبادت کے کسی خاص طریقہ کو وضع کرنے کی اجازت نہ ہے اور جو شخص از خود عبادت کا طریقہ وضع کرتا ہے تو وہ گویا شارع بننا چاہتا ہے، حالانکہ شارع صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے، نیز اگر کیا حرج والی منطق کو تسلیم کر لیا جائے تو ہم کہیں گے کہ عید کی نماز کی اذان و تکبیر نہیں ہے، اگر عید نماز کی اذان و تکبیر کہی جائے تو کیا حرج ہے؟ اسی طرح نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جاتا ہے، چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے دعا کا کوئی بھی قائل نہ ہے نہ بریلوی نہ دیوبندی۔ اگر مانگ لی جائے تو کیا حرج ہے؟ چار رکعت والی نماز میں پہلے

التحیات میں درود شریف نہیں پڑھا جاتا اگر کوئی پڑھے تو کیا حرج ہے؟ وغیرہ وغیرہ پس معلوم ہو گیا کہ ”کیا حرج ہے؟“ کہہ کر بدعات کو دین میں شامل کرنا بالکل غلط ہے۔

دعا بعد از نماز جنازہ کے حکم میں بریلوی علماء کا اختلاف:

بندہ عاجز نے بریلوی علماء کی اس موضوع پر متعدد کتابیں دیکھیں اور ان کتابوں میں بہت بڑا اختلاف یہ ہے کہ آیا نماز جنازہ کے بعد والی دعا فرض یعنی ضروری ہے یا سنت ہے یا جائز اور مباح ہے۔ ان حضرات کا یہ اختلاف بتاتا ہے کہ یہ دعا اصول شریعت سے ثابت نہیں ہے، ہر شخص نے اپنی فہم کے مطابق حکم لگایا ہے۔ دیکھئے بریلویوں کے مشہور عالم علامہ محمد عمر اچھروی لکھتے ہیں: جب کسی نماز سے فارغ ہووے نماز جنازہ ہو یا (کوئی) اور تو نماز کے بعد وہی ٹھہرے رہنا اور بحکم الہی وہیں دعا مانگنا ضروری ہوا۔ [مقیاس حقیقت ص ۵۳۳] نیز قرآن مجید کی آیت ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جہنم داخرین سے اچھروی صاحب نے اسی مخصوص دعا نہ مانگنے والوں کو جہنمی بھی قرار دے دیا ہے [دیکھئے مقیاس حقیقت ص ۵۳۰] اچھروی صاحب کی تحقیق یہی ہے یہ مروجہ طریقہ دعا ضروری ہے اور اس کا انکار کرنے والے جہنمی ہیں معاذ اللہ۔ جبکہ مفتی احمد یار گجراتی صاحب فرماتے ہیں: دعا بعد نماز جنازہ جائز بلکہ سنت ہے [دیکھئے جاء الحق ص ۲۸۱] دیکھئے! مفتی احمد یار خان صاحب اسے فرض لازم نہیں کہتے بلکہ جائز اور سنت بتاتے ہیں اور مولانا مفتی محمد امین صاحب لکھتے ہیں: اور دعا بعد جنازہ نہ تو فرض ہے نہ واجب بلکہ یہ جائز اور مباح ہے [نماز جنازہ کے بعد دعا کا حکم] اور علامہ پیر نصیر الدین گولڑوی لکھتے ہیں البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول کوئی ایسی باقاعدہ دعا کسی مجموعہ حدیث میں نہ مل سکی جس سے ثابت ہو کہ آپ نے نماز جنازہ کا سلام پھیرنے کے بعد یہ بیت اجتماعی مخصوص الفاظ میں کوئی دعا یہ جملے افرمائے ہوں لیکن کہیں اسکی ممانعت بھی نظر سے نہیں گزری۔ لہذا یہ فعل بھی محض جائز اور کارِ ثواب ہوا اگر کوئی کرتا ہے تو روکنا نہیں چاہئے اور اگر کوئی نہیں کرتا جبراً یہ دعا مسلط نہیں کرنی چاہئے، ساتھ ساتھ یہ بھی ضرور کہوں گا کہ نماز جنازہ سلام پھیرنے پر مکمل ہو چکی ہے اگر کوئی دعا نہیں مانگتا ویسے چلا جاتا ہے تو فسادِ ڈالنا ٹھیک نہیں کیونکہ امر استحبابی پر جھگڑا کرنا دانشمندی نہیں والفتنة اشد من القتل پر نظر مرکوز رکھنا بھی ضروری ہے۔ [لطمة الغیب علی ازالة الريب، ص: ۲۹۴] پس



ان حضرات کا دعا بعد از جنازہ کے حکم میں اختلاف کرنا کسی کا اسکو فرض لازم کہنا کسی کا جائز اور سنت کہنا کسی کا اسکو مباح کہنا وغیرہ وغیرہ دلیل ہے اس بات کی یہ مروجہ رسمی دعا اصول سے ثابت نہ ہے جیسا کہ حضرت گوڑوی صاحب نے اقرار بھی فرمایا ہے۔ بہر حال یہ حضرات آج تک اس کے حکم پر اتفاق نہیں کر سکتے اور قیامت تک نہیں کر سکیں گے۔

قاتلین دعا مخصوصہ سے چند سوالات:

سوال نمبر ۱:..... نماز جنازہ کے بعد خاص طریقہ سے جو دعا مانگی جاتی ہے آیا یہ فرض ہے واجب ہے سنت ہے یا صرف جائز اور مباح ہے؟ بہر حال آپ کے نزدیک اس دعا کا جو درجہ ہے وہ بتائیں اور ساتھ ساتھ کسی فقیہ کا حوالہ بھی دیں کیونکہ اعمال کے درجات بتانا ایک فقیہ کا کام ہے نہ کہ ایرے غیرے نقو خیرے کا کام۔

سوال نمبر ۲:..... جو شخص اس خاص طریقہ میں شامل نہ ہو آپ کے نزدیک ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۳:..... دین کا ہر وہ کام جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اور نہ اس سے منع کیا ایسے کاموں کا شرعاً کیا حکم ہے؟ جائز ہے یا ناجائز ہے یا ان میں توقف ہے؟ مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید کے لیے نہ تو اذان دینے کا حکم صادر فرمایا نہ ہی اذان دینے سے منع فرمایا تو اب عیدین کی اذان کا شرعاً کیا حکم ہوگا آیا یہ جائز ہوگی یا ناجائز؟ اسی طرح نماز جنازہ کی اذان اور تکبیر جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا آیا ہمیں یہ کہنی چاہئے یا نہیں؟

سوال نمبر ۴:..... جو شخص اس مخصوص طریقہ دعا میں آپ کے ساتھ شامل نہ ہو قرآن پاک کی چند آیات مثلاً (۱) واذا سالک عبادی عنی فانی قریب (۲) وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین وغیرہ آیات پڑھ کر اسی کو جہنمی قرار دینا جائز ہے یا ناجائز؟

سوال نمبر ۵:..... کیا عام دلائل سے خواہ وہ آیات قرآنیہ ہوں یا احادیث نبویہ، خاص قسم کی چیز ثابت کرنا ٹھیک ہے یا غلط؟ مثلاً ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے دعا مانگی چاہئے اور وہ اپنے اس خاص موقع کی اس دعا کو ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید کی عام آیتیں

پڑھتا ہے یا عام حدیثیں بیان کرتا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ اس کے ان عام دلائل سے خاص موقع کی یہ دعا ثابت ہوگی یا نہیں؟

سوال نمبر ۶:..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر بعد از نماز جنازہ اس مخصوص طریقہ سے دعا مانگی ہے تو اس کے الفاظ بتائیں آپ نے کن الفاظ کیساتھ دعا مانگی تھی؟ کیونکہ آپ نے جو دعا بھی مانگی صحابہ کرامؓ نے اسکو محفوظ کیا ہے حتیٰ کہ آپ نے بیت الخلاء جانے سے پہلے اور اس سے نکلنے کے بعد جو دعائیں کلمات ادا فرمائے ہیں صحابہ کرامؓ انکو بھی محفوظ کیا ہے اور امت تک پہنچایا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نماز جنازہ کے بعد بھی کوئی دعا فرمائی ہوتی تو صحابہ کرامؓ اس دعا کے الفاظ کو محفوظ رکھتے، لہذا ہماری درخواست ہے کہ دعا کے الفاظ بھی بتائے جائیں۔

سوال نمبر ۷:..... کیا ہمارے فقہاء کرام نے یہ اصول اور ضابطہ بتایا ہے کہ جو کام فی نفسہ جائز یا مستحب ہو لیکن لوگ اسے ضروری سمجھنے لگیں فرض اور واجب سے اونچا درجہ دیں لگیں اور نہ کرنے والوں سے لڑائی جھگڑا کریں تو ایسا عمل بدعت کے زمرہ میں داخل ہوگا؟

سوال نمبر ۸:..... آپ کے نزدیک نماز جنازہ کے سلام کے بعد کتنی دیر تک جنازہ کو رکھنے کی گنجائش ہے؟ سوال نمبر ۹:..... بہار شریعت آپ کے مسلک کی بہت بڑی ضخیم اور معتبر کتاب ہے اسکے مصنف نے نماز جنازہ کی پوری ترکیب اور اندر والی تمام دعائیں لکھیں ہیں لیکن نماز جنازہ کے بعد والی رسمی دعا کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اگر شریعت میں اس دعا کی کوئی اصل ہوتی تو بہار شریعت میں اسکو ضرور لکھا جاتا اب سوال یہ ہے کہ بہار شریعت سے یہ مخصوص طریقہ دعا ثابت کر کے دکھاؤ؟

سوال ۱۰:..... اگر بہار شریعت میں یہ مخصوص طریقہ دعا نہیں لکھا ہوا تو چاہئے کہ فقہ کی کس کتاب میں آپ کا یہ مخصوص دعا طریقہ لکھا ہوا ہے؟ شرط یہ ہے کہ جس طرح آپ دعا مانگتے ہیں اسی طریقہ کو آپ نے ثابت کرنا ہوگا؟

سوال ۱۱:..... آپ کے نزدیک آپ کے اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کی کیا حیثیت ہے؟ کیا آپ انکی بیان کردہ ہدایات کو لازم العمل سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اگر انکی ہدایات تمہارے نزدیک واجب العمل ہیں تو آپ انکی ہدایات پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ کیونکہ وہ تو اپنے فتاویٰ میں صاف لفظوں میں لکھ گئے ہیں دعا کو اتنا



لباس نہ کریں کہ جنازہ کی روانگی میں دیر ہو جائے تو اعلیٰ حضرت کی ان ہدایت پر آپ عمل کیوں نہیں کرتے؟

سوال نمبر ۱۲: پیر مر علی شاہ صاحب گولڑوی کے جانشین پیر نصیر الدین صاحب گولڑوی جو یہ لکھ گئے ہیں کہ جو لوگ نماز جنازہ کے بعد دعائیں نہ مانگیں ان پر زبردستی یہ دعا مسلط کرو! اب سوال یہ ہے کہ آپ پیر صاحب کی اس ہدایت پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ میرے نزدیک تو ان کی یہ ہدایت آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے نہ معلوم آپ اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

سوال نمبر ۱۳:..... یہ بات بطور لطیفہ کے پڑھی جائے گی کہ اوچ شریف کے ایک علامہ نے دعا بعد از جنازہ کے اثبات میں ایک رسالہ لکھا اور اس رسالہ میں آل موصوف نے دعا بعد از جنازہ کو تیز مرچ سے ثابت کیا۔ اس کی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ:

”انہوں نے فرمایا کہ دیوبندی مولوی کی دعوت کی جائے اور سالن میں مرچیں خوب ڈالی جائیں، جب تیز مرچ والا سالن وہ مولوی صاحب کھائے گا تو لازماً اسکو پیاس لگے گی اور وہ پانی مانگے گا۔ لیکن اسکو پانی نہیں دینا بلکہ یہ کہہ دینا ہے کہ پانی سالن کے اندر موجود ہے۔ دراصل اس علامہ صاحب نے اس طریقہ سے علماء دیوبند کی ایک بات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ نماز جنازہ کے اندر خود دعا موجود ہے بلکہ نماز جنازہ من وجہ خود دعا ہے۔ لہذا بعد از جنازہ دعا کی ضرورت نہیں ہے۔

تو علامہ صاحب نے علماء کی بات کا جواب یوں دیا ہے جس طرح سالن میں اگر چہ پانی موجود ہے لیکن بعد میں بھی پانی کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح نماز جنازہ اگر چہ دعا ہے لیکن بعد میں بھی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن بندہ عاجز کا سوال یہ ہے کہ بتائیں کیا شریعت کے مسائل نمک، مرچ اور کھار سے بھی ثابت ہو سکتے ہیں؟ نیز علامہ صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ دیوبندی مولوی نے کھانے کے درمیان میں پانی مانگا اور نماز جنازہ میں دعا کے ہم بھی قائل ہیں لیکن اختلاف تو دعا بعد از جنازہ میں ہے لیکن وہ تیز مرچ سے اب بھی ثابت نہ ہو سکی۔ اور کھانا کھا چکنے کے بعد تو حکماء بھی پانی پینے سے منع کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۴:..... جس مخصوص طریقہ سے آپ دعا مانگتے ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی کسی ایک جنازہ کے بعد اس طریقہ سے دعا مانگی ہے؟

سوال نمبر ۱۵:..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک صحابی نے زندگی میں ایک بار اس طریقہ سے دعا مانگی ہے؟

سوال نمبر ۱۶:..... فقہ کے چار اماموں میں سے کسی امام نے دعا کا یہ طریقہ لکھا ہے؟

سوال نمبر ۱۷:..... کسی مفسر، محدث، متکلم، اصولی، صوفی نے یہ طریقہ لکھا ہے؟

سوال نمبر ۱۸:..... خیر القرون میں دعا کا یہ طریقہ رائج تھا؟

سوال نمبر ۱۹:..... اگر یہ مخصوص طریقہ کہیں سے بھی ثابت نہیں ہے تو تم اس کو چھوڑنے کے لئے کیوں تیار نہیں ہو؟

سوال نمبر ۲۰:..... اگر ایک شخص تمہارے اس مخصوص طریقہ میں شامل نہیں ہوتا بلکہ بغیر ہاتھ اٹھائے دل میں میت کیے دعائے مغفرت کر رہا ہے تو آپ اس کو دعا کا قائل کہیں گے یا منکر؟

سوال نمبر ۲۱:..... تمہارے اس مخصوص طریقہ سے ہاتھ اٹھانا فرض ہے یا واجب، سنت ہے یا مستحب یا صرف مباح ہے؟۔ بہر حال ہاتھ اٹھانے کا جو درجہ ہے متعین فرمائیں؟

سوال نمبر ۲۲:..... تمہارے نزدیک اس مخصوص طریقہ اجتماع کا کیا حکم ہے؟ یہ فرض ہے یا واجب ہے سنت ہے یا مستحب ہے یا صرف امر مباح ہے؟

سوال نمبر ۲۳:..... بعض حضرات یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے جنازہ میں حضرت عبداللہ بن سلام شامل نہ ہو سکے اور بعد میں پہنچے تو فرمایا، ”ان سبقتمونی بالصلوۃ علیہ فلا تسبقونی بالدعاء

لہ“ لہذا اس سے دعا بعد از جنازہ ثابت ہو گئی۔ لیکن ہمارا سوال یہ ہے کہ اس روایات کی سند پیش کرو؟

سوال نمبر ۲۴:..... بتائیں کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ حضرت عمرؓ کے جنازہ پر کتنی دیر بعد پہنچے؟ ایک پہر بعد پہنچے یا دو پہر بعد یا متصل بعد پہنچے؟

سوال نمبر ۲۵:..... بتائیں حضرت عبداللہ بن سلام نے جو دعا مانگی تھی وہ ہاتھ اٹھا کر تھی یا بغیر ہاتھ اٹھائے؟



سوال نمبر ۲۶:..... بدعت کی جامع مانع تعریف کرو بدعت کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر ۲۷:..... تمہارے نزدیک جو امور بدعت ہیں ان کی دس پندرہ مثالیں پیش کریں؟

سوال نمبر ۲۸:..... پیر نصیر الدین گولڑوی نے جو فرمایا ہے کہ دعا بعد از جنازہ قرآن حدیث سے ثابت نہیں ہے کیا آپ پیر صاحب کی بات کو صحیح سمجھتے ہیں یا غلط؟

سوال نمبر ۲۹:..... بدعت کا حکم بتائیں؟

سوال نمبر ۳۰:..... دعا بعد از جنازہ کے مخصوص طریقہ پر بدعت کی تعریف سچی آتی ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۳۱:..... اگر اس پر بدعت کی تعریف سچی نہیں آتی تو کیسے؟

نوٹ: مسئلہ ہذا کی پوری پوری وضاحت بندہ عاجز کی کتاب حقیقی نظریات صحابہ میں ملاحظہ فرمائیں۔  
آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علماء اہل سنت دیوبند کے نقش قدم پر استقامت نصیب فرمائے۔  
آمین یا رب العلمین بجاہ النبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و عترتہ و ازواجہ و اتباعہ  
الی یوم الدین! اللہم صل علی روح محمد فی الارواح..... اللہم صل علی جسد محمد  
فی الاجساد..... وعلی قبر محمد فی القبور..... اللہم صل علی سیدنا محمد و علی ال  
سیدنا محمد صلوة تنجینا بها من جمیع الالہوال و الافات و تقضی لنا بها جمیع  
الحاجات و تطہرنا بها من جمیع السيئات و ترفعنا بها عندک اعلیٰ الدرجات و تبغنا بها  
اقصى الغایات من جمیع الخیرات فی الحیات و بعد الممات انک مجیب الدعوات۔

## نماز جنازہ میں مسنون دعائیں

﴿۱﴾ اللہم اغفر لحینا و میتنا و شہدنا و غائبنا و صغیرنا و کبیرنا و ذکرنا و اثنتا اللہم من

احییتہ منا فاحیہ علی السلام و من توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان

﴿۲﴾ اللہم اغفر لہ و ارحمہ و عافہ و اعف عنہ و اکرم نزلہ و وسع مدخلہ و اغسلہ بالماء و

الثلج و البرد و نقہ من الخطایا کما نقیت ال ثوب الابيض من الدنس و ابدلہ دارا خیرا من

دارہ و اہلاً خیراً من اہلہ و زوجاً خیراً من زوجہ و ادخلہ الجنة و اعذہ من عذاب القبر و من

عذاب النار۔

﴿۳﴾ اللہم انت ربہا انت خلقتها و انت ہدیتہا الی الاسلام و انت قبضت روحہا و انت اعلم

بشرہا و علا نبیہا جنتنا شفعا فاغفر لہ۔

## تعارف جامعہ عثمانیہ

از: مولانا عبدالرؤف صاحب تونسوی۔ مدرس: جامعہ ہذا

پاکستان کا معروف، علوم نبویہ کا عظیم الشان مرکز، جامعہ عثمانیہ ترٹھ محمد پناہ جو اس وقت

بجملہ ملت اسلامیہ کا ممتاز اور اہل اسلام کا معتد ترین عظیم دینی ادارہ ہے۔ اجمالی خاکہ پیش خدمت

ہے۔ ”ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم“

(۱) جامعہ کا نصب العین:

محض اللہ جل شانہ کی رضا کے لیے، اللہ جل شانہ کے دین عالی کی خدمت کرنا۔

(۲) جامعہ کے بنیادی اصول:

[۱] اخلاص قلب [۲] اتباع سنت [۳] توکل علی اللہ [۴] تعلیم و تربیت

(۳) عطیہ رقبہ:

جامعہ کا کل رقبہ تقریباً 4 کنال ہے جو سردار عطاء محمد خان صاحب، ایڈوکیٹ: بار کونسل نے وقف کیا تھا۔

(۴) جامعہ کا سنگ بنیاد:

جامعہ کا سنگ بنیاد 1988ء/ 1410ھ میں حضرت مہتمم صاحب جامعہ ہذا اور الحاج سردار

الہی بخش خان رحمۃ اللہ علیہ رئیس اعظم ڈیڑن اوٹ نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔

(۵) جامعہ کی سعادت:

جامعہ ہذا کو صاحب روحانیت، اہل بصیرت علماء و مشائخ..... پیر طریقت شیخ الحدیث

والشعیر استاذ العلماء حضرت مولانا امیر محمد تونسوی دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث: جامعہ مخزن العلوم

خان پور..... شیخ الحدیث حضرت مولانا حاجی احمد صاحب مہتمم جامعہ انوریہ حبیب آباد طاہر والی.....

ہمدرد قوم الحاج حاجی مطیع الرحمن در خواستی صاحب، نائب مہتمم: جامعہ مخزن العلوم خان پور کی سرپرستی

حاصل ہے۔



(۶) جامعہ کے خاص ذمہ داران:

- [۱] مناظر اسلام، محقق وقت، قاطع ممانیت و بدعت حضرت مولانا ابوالاحمد نور محمد قادری تونسوی دامت برکاتہم العالیہ، مہتمم: جامعہ ہذا۔ [۲] الحاج سردار عبدالعزیز خان، رئیس: ڈنڈن اوٹ۔ [۳] سردار الہی بخش خان کے فرزند ارجمند الحاج شمیم خان صاحب، چیف جسٹس: ہائی کورٹ ملتان۔ [۴] سردار عطا محمد خان صاحب، ایڈوکیٹ: بار کونسل لیاقت پور۔ [۵] صاحب زادہ مولانا محمد احمد اللہ تونسوی صاحب، نائب مہتمم: جامعہ ہذا۔ [۶] بندہ عبدالرؤف تونسوی، صدر مدرس: جامعہ ہذا۔ (۷) شعبہ ہائے جامعہ:

- [۲] شعبہ تعلیم القرآن: شعبہ تعلیم القرآن میں ماہر، تجربہ کار، نیک سیرت قاری صاحبان کی زیر نگرانی قرآن پاک حفظ و ناظرہ اور تجوید کی تعلیم کا معیاری انتظام ہے، ہر سال بیسیوں خوش نصیب بچے قرآن پاک حفظ کر کے سندات کا اعزاز حاصل کرتے ہیں۔ اس شعبہ میں فی الحال 3 اساتذہ کی زیر نگرانی یک صد (100) سے زائد طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
- [۲] شعبہ مدرسۃ البنات: جامعہ کے زیر انتظام ترنہ محمد پناہ شہر میں مسلمان بچیوں کی دینی تعلیم کے لیے نہایت کامیاب طریقے سے تعلیمی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس شعبہ میں فی الحال 3 معلمات کی زیر نگرانی ایک صد (100) سے زائد طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ سینکڑوں طالبات تعلیم قرآن مکمل کر چکی ہیں، اس کے علاوہ دستکاری، سلائی اور خواتین کے ضروری مسائل کی تعلیم دی جاتی ہے اور عصری تعلیم کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

[۳] شعبہ درس نظامی: (حسب نصاب وفاق المدارس العربیہ، پاکستان) درجہ اعدادیہ

اول، درجہ اعدادیہ دوم، درجہ متوسطہ، درجہ اولیٰ (صرف ونحو) درجہ ثانیہ عامہ، درجہ ثالثہ، درجہ رابعہ، درجہ خامسہ تک نصف صد طلباء دس اساتذہ کرام کی زیر نگرانی علوم نبویہ و فنون عربیہ کی تعلیم میں مشغول ہیں۔

- [۴] شعبہ عصری تعلیم: (اردو، ریاضی، انگریزی) اس شعبہ میں ماہر، محنتی ماسٹر صاحبان کی خدمات حاصل کی گئی ہیں جو پوری محنت سے درجہ اعدادیہ اول، دوم اور متوسطہ کے طلباء کو اردو، انگریزی، ریاضی، سائنس اور معاشرتی علوم کی تعلیم دیتے ہیں تاکہ ضروریات کا سمجھنا آسان ہو۔
- [۵] شعبہ اجراء: (صرف ونحو) اس شعبہ میں حضرت مہتمم صاحب پورا سال درجہ اولیٰ سے درجہ خامسہ تک کے طلباء کو تفسیر قرآن کے ساتھ صرف ونحو اور عقائد کی تعلیم دیتے ہیں۔
- [۶] شعبہ تصنیف و تالیف: جامعہ نے مالی اسباب کی قلت کے باوجود بھی الحمد للہ تصنیف و تالیف میں بھی نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ اس وقت تک تیس (30) سے زائد کتب منظر عام پر آچکی ہیں۔ اس شعبہ کا تصنیفی ادارہ قائم ہے جو مکتبہ عثمانیہ سے موسوم ہے۔

- [۷] شعبہ دعوت و تبلیغ و مسائل فقہیہ: اس شعبہ کے تحت جامعہ کے مدیر صاحب و اساتذہ کرام کے وقتاً فوقتاً مختلف علاقہ جات میں دینی پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں تاکہ عوام الناس کو عقائد اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند سے روشناس کرا کے اعمال صالحہ کی ترغیب دیتے ہوئے روزمرہ کے مسائل ضروریہ سے آگاہی کی جاسکے۔ سال بھر میں سینکڑوں لوگ مسائل فقہیہ سے مستفید ہوتے ہیں۔ نیز اصلاح نفس کی خاطر جامعہ ہذا میں ہر شب جمعہ کو ذکر اللہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

- [۸] شعبہ تربیت و درستی اخلاق: جامعہ میں طلباء کرام کی کی تعلیم پر بھرپور توجہ دی جاتی ہے، مطالعہ، اسباق میں پابندی، نگرار کا التزام اور جامعہ میں طلباء کی ہر وقت حاضری اور اوقات تعلیم میں تعلیمی مشغولیت، عام امور کی باقاعدہ نگرانی کے ساتھ ساتھ ہفتہ وار اخلاقی تربیت پر اساتذہ کا بیان ہوتا ہے۔ نماز کی پابندی، لباس، وضع قطع، صورت و سیرت میں سنت نبوی کی اتباع ہر طالب علم کے لیے لازمی ہے۔ صبح کی نماز کے بعد تلاوت سورہ لیس اور دیگر وظائف کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

- [۹] شعبہ امتحانات: جامعہ ہذا باقاعدہ وفاق المدارس العربیہ سے الحاق شدہ ہے، اس لیے وفاق المدارس کے تحت الگ الگ سالانہ امتحان ہوتا ہے۔ جبکہ سہ ماہی، ششماہی امتحانات صرف



جامعہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔

(۸) جامعہ کے سالانہ اخراجات:

جامعہ میں قناعت، دیانت اور تقویٰ پر مبنی بیت المال کا نظم بحمد اللہ نہایت ہی معیاری ہے، ہر معاون کو اس کے تعاون کی باقاعدہ رسید دی جاتی ہے، اور رسید کو رجسٹر آمد و خرچ میں درج کیا جاتا ہے، آخر سال میں سال بھر کے آمد و خرچ کا باضابطہ آڈٹ کرایا جاتا ہے، اور پھر حکومت کے منظور شدہ آڈیٹر بھی آڈٹ کرتے ہیں۔ جامعہ کے سالانہ اخراجات بارہ (12) لاکھ سے متجاوز ہیں۔ گندم و تعمیرات کے اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔

(۹) جامعہ کے کوائف پر اجمالی نظر:

جامعہ ہذا میں وفاق المدارس العربیہ کے نصاب کے مطابق قرآن پاک کی تعلیم حفظ و ناظرہ، تجوید کے ساتھ ساتھ درجہ خامسہ تک درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے، جن میں طلباء کی تعداد دوسرے (200) سے متجاوز ہے۔

[۱] جامعہ کا طغرائی امتیاز ہے کہ جملہ عقائد و اعمال اسلامیہ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ عقیدہ ختم نبوت، عقیدہ حیات الانبیاء، عقیدہ حیات عیسیٰ وغیرہ پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

[۲] مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کا پرچار اور فرق باطلہ کا ابطال و دلائل و سنجیدگی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

[۳] جامعہ میں تین صد (300) سے زائد مسافر طلباء و طالبات سولہ (16) اساتذہ کی نگرانی میں علوم نبویہ و فنون عربیہ حاصل کر رہے ہیں۔

[۴] جامعہ کے تحت مدرسۃ البنات میں ایک صد (100) سے زائد طالبات قرآن پاک کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی حاصل کر رہی ہیں۔

[۵] جامعہ کا زلٹ 99 فیصد ہے۔

[۶] جامعہ میں تمام طلباء کو مفت تعلیم دی جاتی ہے، کسی قسم کی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ اس کے علاوہ طعام، قیام، لباس، چارپائی، بستر، کتب، علاج معالجہ وغیرہ کا انتظام بھی جامعہ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔

[۷] جامعہ میں تصنیف و تالیف، دعوت و تبلیغ، تعلیم مسائل فقہیہ کا باقاعدہ شعبہ قائم ہے۔

[۸] جامعہ کا سالانہ خرچ بارہ (12) لاکھ سے متجاوز ہے۔ جبکہ تعمیرات و گند کا خرچ اس کے علاوہ ہے۔

[۹] جامعہ حکومت سے کوئی گرانٹ وصول نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا کوئی مستقل ذریعہ آمدنی ہے، محض توکل علی اللہ کام جاری ہے۔ علوم نبویہ سے محبت رکھنے والے اہل خیر کی زکوٰۃ، صدقات، عطیات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اخراجات پورے فرماتے ہیں۔

[۱۰] جامعہ حکومت پاکستان کا رجسٹرڈ شدہ ادارہ ہے۔

(۱۰) منصوبہ جات:

جامعہ کی منجانب اللہ مقبولیت عامہ، طلباء و طالبات کی کثرت تعداد اور ضروریات جامعہ میں اضافہ کی وجہ سے موجودہ عمارت نا کافی ہو چکی ہے، جس کے باعث جامعہ کی جدید وسیع عمارت جس میں درس گاہیں، طلباء کی قیام گاہیں، مدرسۃ البنات کی تعمیر جدید اور استاذہ کی رہائش گاہیں اور مطبخ کی تعمیرات کا فیصلہ ہوا ہے، جس کے لیے مزید اراضی کی بھی ضرورت ہے۔ ان تمام منصوبہ جات کا تخمینہ لاگت دو (2) کروڑ سے متجاوز ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے اپنے محبوب بندوں کے ذریعہ جلد از جلد اس کی تکمیل فرمادیں۔ اہل خیر اور دینی احباب سے خصوصی، فوری توجہ کی اپیل ہے۔

جامعہ کا اکاؤنٹ نمبر: 1000699 بنام مولانا شکیل احمد۔ مدرس و ناظم: جامعہ ہذا

برانچ کوڈ 0808 ایم، سی، بی (M.C.B) جن پور۔



اسی طرح ”مولانا محمد طیب پنج پیری کی خدمت میں ایک سو چار (۱۰۴) سوالات“ اور مزید ”تین سو پینتیس (۳۳۵) سوالات“ نے بھی قصر اعتزال میں کھلبلی مچا رکھی ہے اور مہماتوں کے بڑے بڑے جفاوری بھی ان دندان شکن سوالات کے جوابات دینے سے بے بس ہیں۔

”اسلام کے نام پر ہوئی پرستی“ نے عثمانی فرقہ کے الحاد و ضلالت پر مبنی نظریات کا قلع قمع کیا ہے، اسی طرح ”منکرین حیاتِ قبر کی خوفناک چالیں“ اور دیگر کتب کا مطالعہ بھی عوام و خواص کے لیے سودمند ہے۔

”عذابِ قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم“ بھی حضرت کی کاوشوں کا عظیم شاہکار ہے جس میں تبحر علماء کرام اور مقتدر مفتیان عظام کے ان فتاویٰ کو جمع کیا گیا ہے جن میں انہوں نے واشگاف الفاظ میں تحریر فرمادیا کہ عذابِ قبر کی صحیح صورت کا منکر کوئی بھی ہوا اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے اور اس عقیدہ کے حامل امام کی اقتداء میں پڑھی جانے والی نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا اعادہ واجب ہے۔

اسی طرح تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات بھی آپ کے جاندار قلم سے صادر ہو چکے ہیں جو آپ کے تبلیغی جماعت کے ساتھ والہانہ لگاؤ کا بین ثبوت ہیں۔ اسی طرح بعض دیگر فرق ضالہ و باطلہ کی تردید میں آپ کی مفید کتب زیور طبع سے آراستہ ہو کر منصف شہود پر آچکی ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ حضرت نے رضا خانیت کا تعاقب بھی جاری رکھا ہوا ہے، چنانچہ ”حقیقی نظریات صحابہ“ اور بعض دیگر رسائل کے ذریعہ ان کا کامیاب رد کیا ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک تازہ تالیف ”نماز جنازہ میں مسنون دعا“ آپ کے ہاتھوں میں ہے جو بدعات کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کے لیے روشن چراغ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی مساعی جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشیں، اہل بدعت کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں اور اس کتاب کی کمپوزنگ، تصحیح، ترتیب اور املاء میں تعاون کرنے والوں بالخصوص حضرت کے صاحبزادہ مولانا احمد اللہ صاحب اور برادر مولا ناسر فر از حسن خان حمزہ سلمہ کو بھی جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم، صلی اللہ علیہ وسلم۔

جمیل الرحمن عباسی..... ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ

قرآن و سنت کی تعلیمات اور فقہاء و محدثین کی تحریکات کا امین

**تسکین الصدور**

امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان قصور صاحب مدظلہ

ناشر: مجلس تحفظ حدیث و فقہ، بہاولپور 0301-7790908 0321-7790908

ختم نبوت زندہ باد (ﷺ) خلافت راشدہ حق چار یاڑ

اکابرین دین و دنیا بالخصوص شیخ محمد حسین المنجدی کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

**مجلہ صلف**

سالانہ رقوم 240 روپے

062-2883363 M.T.B بہاولپور 0306 6426001

ہم تمام کیوں نہیں کرتے؟ 10 روپے

مؤلفہ: قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ

سستی موقوف 15 روپے

مؤلفہ: قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ

0334-4612774 0312 4612774 khadim.khan4@yahoo.com

مظہر حسین کا اہل ملاحظہ حیات النبیؐ زندہ فوارہ چوک، گجرات

ختم نبوت زندہ باد (ﷺ) الانبیاء آجیاد فی قلوبہم یصلون۔ یا اللہ مدد خلافت راشدہ حق چار یاڑ

**رویداد مناظرہ حیات الانبیاء**

صفحات: 127 (بمقام بی بی تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور) قیمت: 50

مناظر اہل سنت وکیل احناف مولانا جمیل الرحمن عباسی صاحب مدظلہ

تقریظ: مناظر اسلام مولانا مفتی محمد انور اکاڑی مدظلہ مقدمہ: مناظر اسلام، حضرت مولانا ابوالحسن نور محمد توحیدی مدظلہ

ملنے کا پتہ: مکتبہ صفیریہ: بہاولپور 0301-7790908



## ﴿مؤلف کی دیگر تالیفات﴾

★ الحیاء بعد الوفا یعنی قبر کی زندگی ★ اسلام کے نام پر ہوئی پرستی

★ تبلیغی جماعت کا شرعی مقام ★ حقیقی نظریات صحابہؓ ★ مجموعہ سوالات

★ تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب ★ تبلیغی جماعت اور عرب علماء

★ عقیدہ حیات قبر اور علم و فہم میت کی حدیث ★ تحقیق المسئلین

★ منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں ★ شان ابی حنیفہ..... ورا حادیث شریفہ

★ غیر مقلدین عوام، غیر مقلدین علماء کی نظر میں ★ تبلیغی اعمال کی شرعی حیثیت

★ روح کی آڑ میں مسلمہ حقائق کا انکار ★ عتیق الرحمن کی قلابازیاں

★ سیدنا علیؓ..... اور..... سیدنا امیر معاویہؓ کی آپس میں محبت و عقیدت

★ جہاد نفس ★ زبدۃ التحقیقات فی اثبات الدعا بعد المکتوبات

★ عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم ★ شان سیدنا ابی سفیانؓ

★ سوال گندم جواب چنا ★ ہوا کذاب ★ معیار صداقت

★ مسنون تراویح ★ عقیدہ حیات قبر اور علماء اسلام ★ مقالات تونسوی